Regd No. E.P. 67

رجسٹرڈ نمبر ای پی ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ

بدر

قادیان

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے
ششماہی ۳-۵۰ روپے
ممالک غیر ۷-۵۰ ؍؍
فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

جلد ۷ ‖ ۲۸ ظہور ۱۳۳۷ ہش ۱۲ صفر ۱۳۷۸ھ ۲۸ اگست ۱۹۵۸ء ‖ نمبر ۳۱

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۲ اگست۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ اطلاع مظہر ہے کہ:

نقرس کی تکلیف میں کچھ افاقہ ہے۔ مگر ضعف کی شکایت ہے۔

احباب خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ حضور ایدہ اللہ کو اپنے فضل سے جلد صحت یاب فرمائے اور پوری صحت و عافیت کے ساتھ کام کرنے والی لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین۔

سیرالیون (مغربی افریقہ) سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مکرم مولوی محمد صدیق صاحب انچارج احمدیہ مشن سیرالیون جو حج بیت اللہ سے واپسی کے بعد بیمار ہو گئے تھے اب خدا کے فضل سے کافی حد تک صحت یاب ہو گئے ہیں۔ مگر تا حال ہسپتال میں ہی ہیں۔ احباب اپنے مجاہد بھائی کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

قادیان ۲۶ اگست۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیر و عافیت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

اسلحہ کی دوڑ

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

دوسری جنگ عظیم کے بعد روس اور امریکہ کے درمیان "اسلحہ سازی" کی ایک دوڑ شروع ہو گئی۔ ۱۹۵۳ء تک تو یہ "ریس" امریکہ جیتتا رہا۔ لیکن اس کے بعد نئے ہتھیاروں کی تیاری میں روس امریکہ پر سبقت لے گیا۔

ایٹم بم ایٹم بم کی ایجاد سے تاریخ ایجادات کا نیا دور شروع ہوتا ہے۔ اس کے موجد کا نام "اوڈیان" ہے۔ ان کو "نوبل پرائز" ملا۔ یہ بم سب سے پہلے امریکہ نے ۶ اگست/جولائی ۱۹۴۵ء کو جاپان کے دو شہر "ہیروشیما" "ناگاساکی" پر گرایا۔ ہیروشیما میں اس ایک بم سے ۷۸۱۵۰ آدمی ہلاک اور ۳۵۲۴۶ آدمی زخمی ہوئے۔ اس کے بعد روس نے بھی "ایٹم بم" کی تیاری شروع کی اور اس نے اپنا پہلا بم ۲۲ ستمبر ۱۹۴۹ء کو ٹسٹ کیا۔

نیوکلیر ہتھیار اس کے بعد یہ دوڑ یوں شروع ہوئی۔ کہ امریکہ نے ۱۹۵۲ء میں "نیوکلیر ہتھیار" کا پہلا ٹسٹ کیا اور روس نے اگست ۱۹۵۳ء میں۔

ہائیڈروجن بم ایٹم بم اور نیوکلیر کے بعد "ہائیڈروجن بم" کی باری آئی۔ اور اس میں روس امریکہ سے بازی لے گیا۔ روس نے یہ بم نومبر ۱۹۵۵ء میں داغ دیا۔ امریکہ نے یہی بم تک بھگ ایک سال بعد یعنی مئی ۱۹۵۶ء میں داغا۔

اڑان بم اس کے بعد روس نے "اڑان بم" یعنی "بین البری میزائل" بنایا اور ۲۶ اگست ۱۹۵۷ء کو اسے پہلی مرتبہ فضاء میں اڑایا۔ اور یہ تجربہ کامیاب رہا۔ یہ میزائل ۱۸ ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے پرواز کر کے دنیا کے بعید سے بعید حصہ پر حملہ کر سکتا ہے۔ روس کی اس ایجاد سے امریکہ کے اوسان خطا ہو گئے۔ کیونکہ اب روس صرف ۷ منٹ کے اندر ماسکو سے نیویارک پر ہائیڈ حملہ کر سکتا تھا۔

اسپوٹنک ابھی روس کی اس ایجاد کا چرچا ہی ہو رہا تھا کہ اس نے ۴ اکتوبر ۱۹۵۷ء کو مصنوعی چاند بنا کر فضاء میں اڑا دیا۔ اور وہ ۵۶۰ میل کی بلندی پر ۱۸ ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے گردش کرنے لگا۔

روس کی اس ایجاد نے امریکہ کے وقار کو سخت نقصان پہنچایا۔ امریکہ نے ہر چند اپنی طرف سے صفائی پیش کرتے ہوئے کہا کہ میزائل کی ایجاد کا مسئلہ "بین الاقوامی جیوفزیکل سوسائٹی" کے سامنے آیا تھا۔ اور اس سوسائٹی نے فضائی حالات معلوم کرنے کے لئے سائنسدانوں کو راکٹ بنانے کی ترغیب دی تھی۔ روس اور امریکہ دونوں نے اپنی سائنسی ایجادات کے پروگرام میں اسے شامل کر لیا تھا۔ مگر روس نے یہ ہوشیاری کی کہ راکٹ کی ایجاد کو اپنے فوجی پروگرام میں شامل کر لیا۔ اور فوجی اہتمام و نقطہ نظر سے اس پر ریسرچ شروع کر دی۔ اس کے لئے سائنسدانوں کی الگ کالونی بنائی گئی۔ انہیں بڑی بڑی تنخواہیں دی گئیں۔ اور انہیں کمیونسٹ پارٹی کے بعض ضابطوں سے بھی آزاد کر دیا گیا مثلاً انہیں نقل و حرکت اور اظہار خیال کی آزادی دے دی گئی۔ مگر امریکہ نے اسے فوجی پروگرام سے الگ رکھا۔ اور ڈیفنس میں اس کے لئے بجٹ بھی نہیں رکھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ امریکن سائنس دانوں نے یہ کام ضمنی طور پر "خراماں خراماں" شروع کیا۔ لیکن جس دن روس نے اپنا مصنوعی چاند اڑایا۔ امریکی حکومت اور سائنس دانوں کو ایک تازیانہ سا لگا۔ اور اب ان کی ریسرچ بھی تیز ہو گئی۔

امریکی سیارہ پہلے امریکہ نے ایک چھوٹا سا "وین گارڈ" نامی سیارہ اڑانا چاہا۔ مگر وہ "واشر" کی خرابی کے باعث زمین ہی پر تباہ ہو گیا۔ اس کے بعد دوسرا اڑایا اور اس میں کامیاب رہا۔ اور اس وقت تو امریکہ کا ایک سیارا جس کی لمبائی ۸۰ فٹ اور وزن ہزاروں من ہے ایک چوہیا کو لے کر چار ہزار میل کی بلندی پر گردش کر رہا ہے۔ اس سے اتنا تو ہوا کہ امریکہ نے بہت جلد اس نقصان کی تلافی کر دی۔ جو اسے روس کے مصنوعی چاند سے پہنچا تھا۔ مگر اب یہ دونوں فضاء میں کوئی اس سے بھی محیر العقول کارنامہ انجام دینا چاہتے ہیں روس تو اس بات پر تلا ہوا ہے کہ وہ زمین اور چاند کے درمیان فضاء میں ایک سٹیشن قائم کرے گا اگر انسان کا اس فضاء میں جا کر زندہ رہنا ممکن ہو گیا تو یہ کام کچھ بھی دشوار نہیں۔ جس طرح زمین پر مختلف پرزوں کو جوڑ کر کوئی اسٹیشن بنایا جاتا ہے۔ اسی طرح فضاء میں بھی بنایا جا سکتا ہے۔ زمین کی کشش ثقل سے آزاد ہونے کے بعد فضاء کی خاصیت خود اس کام میں مدد و معاون ہو سکتی ہے سوال صرف انسان کے وہاں پہنچنے اور قیام کرنے کا ہے۔ انسانی اقامت کی ابھی وہاں صورت پیدا نہیں ہوئی۔ یہ راکٹ بڑے بڑے سامان لے کر زمین سے اڑیں گے۔ اور وہاں جا کر ان کو فضاء میں پھیلا دیں گے۔ وہاں ہر چیز کی طبعی رفتار ۱۸ ہزار میل فی گھنٹہ ہے انسان بھی دوسری چیزوں کی طرح وہاں اسی رفتار سے محو گردش ہو گا۔ اس لئے جو چیز اس سے ۱۰۰، ۲۰۰ یا ہزار دو ہزار میل کے فاصلہ پر ہو گی۔ اسے پکڑنے کے لئے انسان کو اپنی رفتار ۱۸ ہزار میل فی گھنٹہ سے زیادہ کرنی پڑے گی۔ اور وہاں پہنچ کر سائنسی آلات کے ذریعہ رفتار میں کمی بیشی کی جا سکتی ہے۔ ممکن ہے روس کسی دن یہ کارنامہ بھی کر دکھائے۔

اس مقابلہ میں امریکہ یہ چاہتا ہے کہ وہ ایک ایسا راکٹ تیار کرے جو زمین سے اڑے اور سیدھا چاند سے جا ٹکرائے۔ اخبار بین حضرات جانتے ہیں کہ ۱۷ اگست کو امریکہ نے چاند پر چڑھائی کرنے کے لئے اپنا راکٹ چھوڑا۔ مگر یہ راکٹ ۷۷ سیکنڈ کے بعد ہی کسی نامعلوم حادثہ کی بناء پر پارہ پارہ ہو گیا۔

اس راکٹ نے میزائل کی رفتار سے فضاء کو طے کرنا تھا یعنی ۱۸ ہزار میل فی گھنٹہ۔

اب یہ راکٹ اکتوبر میں اڑایا جائے گا اس لئے کہ اگست اور اکتوبر کے کچھ دن ایسے بھی ہیں جب چاند زمین سے قریب ہوتا ہے یعنی عام فاصلہ جو ۲ لاکھ ۳۸ ہزار میل کا ہے۔ اس وقت یہ فاصلہ ۲ لاکھ ۲۱ ہزار ۴۶۳ میل ہوتا ہے۔ ۱۷ اگست کو چاند زمین سے اتنے ہی فاصلہ پر تھا۔ اس کے ساتھ ہی امریکہ ایک ایسا راکٹ بھی اڑانے کی تیاری کر رہا ہے جو طول و عرض اور وزن میں روس و امریکہ کے دوسرے راکٹوں سے زیادہ ہو گا۔

یہ مضمون لکھتے لکھتے مجھے ان لوگوں کا "افسانہ" یاد آ گیا جو ابھی تک نزول مسیح کے چشم براہ ہیں۔ اس لئے کہ جس دن امریکہ یا روس ایسا راکٹ اڑا کر اسے واپس لانے میں بھی کامیاب ہو گیا۔ وہ دن ان لوگوں کے لئے بڑا ہی سخت ہو گا جو ابھی تک حضرت عیسیٰؑ کی آمد ثانی کے منتظر ہیں۔ اس لئے کہ اس دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشگوئی پوری ہو جائے گی۔ جو جناب نواس بن سمعان سے مروی ہے۔ مگر ان کے نزدیک دنیا ابھی تک حضرت عیسیٰؑ کے قدوم میمنت لزوم سے محروم ہے۔

میزائل شکن راکٹ راکٹ اور میزائل کی ایجاد سے ہر ملک کی آزادی و سلامتی خطرے میں پڑ گئی ہے یہی راکٹ جو ابھی فضائی احوال معلوم کرنے والے بڑے بڑے آلات و اسباب لے کر چاند کی طرف جا رہے ہیں۔ دوران جنگ میں انتہائی خطرناک ایٹمی ہتھیار لے کر دشمن کے ملک کی طرف پرواز کریں گے۔ اسی طرح اب برطانیہ کی خبر ہے کہ وہ میزائل شکن راکٹ بنانے میں مصروف ہے۔ اگر وہ اس میں کامیاب ہو گیا تو روس یا امریکہ کا بین البری میزائل فضاء میں ہی برباد کیا جا سکے گا۔

سمندر میں ایٹمی قوت لیکن ان تمام سے زیادہ اہم برطانوی سائنس دانوں کا یہ انکشاف ہے کہ انہوں نے سمندر کے پانی میں "ایٹمی قوت" کا راز معلوم کر لیا ہے۔ اگرچہ اس کے بعد اس انکشاف کی کوئی تفصیل نہیں آئی مگر جب یہ خبر آئی تھی

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پبلشر نے واما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان ـــــ مورخہ ۲۸ر اگست ۱۹۵۸ء

نفس پرستی کا فتنہ

اخبار اہلحدیث نے تقلید کے خلاف وعظ کرتے ہوئے اپنی ایک حالیہ اشاعت میں لکھا ہے۔

"تقلید اور شخصیت پرستی کا فتنہ وہ فتنہ ہے جس نے امت اسلامیہ کے پرخچے اڑا دیئے اور شر وفتن کا دروازہ کھول دیا۔"

آگے چل کر دعوت فکر دیتے ہوئے ایک طرف تو اسلام اور مسلمانوں کی خستہ حالت کے وقت حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی دلیرانہ مدافعت عن الاسلام کا صاف اعتراف کیا ہے۔ مگر ساتھ ہی بڑی کوشش سے آپ نے دعوئے مسیحیت و مہدویت پر سعید روحوں کے لبیک کہنے کو شخصیت پرستی کی زنجیر کے ساتھ جوڑنے اور اسی طرح آپ کی صداقت کو عوام الناس میں مشتبہ کرنے کی ناکام سعی کی ہے چنانچہ لکھا ہے:-

"غور کریں پچھلے پورے سوا سو سال میں مسلمانوں میں جو ہنگامے اور فتنے اٹھے جو تفریقیں پیدا ہوئیں جو تکفیر اور تذلیل کے فتوے نکلے ان سب کی اصل اور جڑ کیا ہے؟ نیچری کس طرح پیدا ہوئے اور نیچریت کی ہنگامہ خیزیوں نے کس طرح جنم لیا اور کس طرح سے تفسیر بالرائے اور انکار حدیث اور تاویل حدیث کے دروازے کھولے گئے۔ پھر مرزائیت کے فتنے پر غور کرو کیا اس کی اصل یہی بات نہ تھی کہ شخصیت پرستیوں کی بنیاد پر مسلمان قوم فساد فی الدین اور تغافل فی الدین کا شکار بن چکی تھی اور مسلمانوں پر عیسائیت کے دروازے بڑی بھیانک شکل میں کھولے جا رہے تھے۔ اور خود ہندوستان میں آریہ سماج کی تحریک نے ایک ہیجان سا پیدا کر دیا تھا جس کے اضطراب میں مسلمان قوم احادیث اور روایات کی بنا پر امام مہدی کے ظہور کا انتظار کر رہی تھی۔ اتفاق سے مرزا غلام احمد قادیانی کو عیسائی مشنریوں سے اور آریہ سماجیوں سے الجھنا پڑا۔ اور ان کی تردید میں خوب زور دار مضامین لکھے۔ کتابیں لکھیں۔ جس کے نتیجہ میں ان کی ذہنیت میں غلو پیدا ہوا۔ اور اس نے ابتداء میں امامت کی طرح ڈالی اور بہ ضرورت امام کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ رفتہ رفتہ جب مرزا صاحب کے خیالات نے پرواز کی تو امام مہدی اور مسیح بن بیٹھے مسلمان تو پہلے ہی شخصیت پرستی کے بھوت کے شکار تھے آخر ان کو بھی کچھ لوگوں نے ایک امام المسلمین اور امام مہدی اور مسیح تسلیم کر لیا۔"

(اہلحدیث دہلی ص۱)

جہاں تک تقلید اور شخصیت پرستی کا امت مسلمہ کے لیئے باعث فتنہ وفساد ہونے کا سوال ہے غلو کے دائرہ میں بلاشبہ قابل مذمت ہے۔ لیکن اگر غور کیا جائے تو اس فتنہ سے کہیں زیادہ نقصان رساں نفس پرستی کا فتنہ ہے جس کا دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ ساری دنیا کو اس نے اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ اور اس کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی کہ دنیا!! کیونکہ جب سے یہ دنیا بنی اور خدا تعالےٰ نے اس کی رشد وہدایت کے لئے انبیاء اور مرسلین کا سلسلہ جاری فرمایا کبھی بھی ایسا وقت نہیں آیا کہ کسی مامور اور برگزیدہ شخصیت کے دعوے کو بلاحیل وحجت قبول کر لیا گیا ہو۔ بلکہ ہر زمانہ کی تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ ہر زمانہ میں ہی منکرین ومخالفین کو مامور وقت کے برحق دعوے میں بے شمار شکوک وشبہات نظر آئے۔ سید ولد آدم نبی کامل صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کس نبی اور رسول کی صداقت کے دلائل، براہین وشواہد کے لحاظ سے اعلیٰ اور اصفیٰ ہیں۔ مگر ازلی اشقیاء کے اس گروہ نے آپ کے دعوے کو بھی اسی طرح تکذیب وانکار سے دیکھا جیسے آپ سے قبل دیگر انبیاء کے مخالفین نے۔

منکرین صداقت کی اس بے راہ روی کا اگر موٹے طور پر تجزیہ کیا جائے۔ تو اس کی تہہ میں نفس پرستی کے جراثیم نظر آتے ہیں۔ چنانچہ منشاء الٰہی کے مطابق جب بھی اصلاح خلق کے لئے کوئی برگزیدہ انسان کھڑا ہوا۔ نفس پرستوں نے اپنے مزعومہ خاکہ کے مطابق نہ پاکر مامور وقت کی صداقت کو شک وشبہ کی نظر سے دیکھا۔ چنانچہ خدا تعالےٰ کی پاک کلام میں ایسے گروہ کی اس عادت مستمرہ کو ان جامع الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:-

أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقًا تَقْتُلُونَ (البقرہ ع۱۱)

"کیا جب بھی تمہارے پاس کوئی رسول اس تعلیم کو لے کر آیا۔ جسے تمہارے نفس پسند نہیں کرتے تھے۔ تو تم نے تکبر کا مظاہرہ کیا۔ پس بعض کو تم نے جھٹلا دیا اور بعض کو قتل کر دیا۔"

اس آیت کریمہ میں بظاہر خطاب بنی اسرائیل سے ہے۔ لیکن فی الحقیقت سبھی زمانوں کے منکرین کی کیفیت بیان کر دی گئی ہے۔ بالخصوص جبکہ کلام مجید میں اس بات کو کھول کر بتا دیا گیا کہ یہ کلام ہر قسم کی قصہ گوئی سے پاک ہے۔ اور جو واقعات وحالات امم ماضیہ کے اس میں بیان کئے گئے ہیں۔ ان میں اصل مقصد رشد وہدایت کی طرف راہنمائی ہے۔ تو بخوبی سمجھا جا سکتا ہے کہ آیت مذکورہ میں بھی درحقیقت امت مسلمہ کو ہی ہدایت کی جانی مقصود ہے۔ تا ان حالات کو دیکھ کر بموجب السعید من وعظ بغیرہ افراد امت سنبھل کر قدم اٹھائیں مگر افسوس کہ امت مرحومہ کے حق میں الٰہی نوشتوں کا پورا ہونا ضرور تھا۔ حضرت صادق ومصدوق کی پیشگوئیاں کیسے خطا جاتیں امت کا یہود ونصاریٰ کے نقش قدم پر چلنا ضرور تھا۔ چنانچہ خیر القرون کے بعد ایسا ہی ظہور میں آیا ـــــ مگر زیادہ افسوسناک صورت تو اس وقت سامنے آئی جب وعدہ کے موافق آخری زمانہ میں مسیح موعود اور مہدی معہود کا ظہور ہوا۔ اور حالات زمانہ نے اس کی ضرورت کو ثابت کر دیا۔ زمین وآسمان سے اس کی صداقت کے نشانات ظاہر ہوئے۔ تو جہاں سعید روحوں کو اس کے دعوے پر لبیک کہنے کی سعادت حاصل ہوئی وہاں منکرین صداقت کے سامنے اس وقت بھی وہی شکوک وشبہات کی دلدل تھی!!

چنانچہ مذکورہ بالا آیت کریمہ کی روشنی میں اہلحدیث کے نظریہ کا جائزہ لیجئے یہ بات بالکل عیاں ہو جاتی ہے کہ عدم تقلید کے واعظ کس طرح خطرناک طور پر نفس پرستی کے فتنہ کا شکار بن چکے ہیں۔ معاصر کی مذکورۃ الصدر عبارت میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے متعلق نہایت واضح طور پر حسب ذیل حقائق کا صاف اعتراف کیا گیا کہ جب آپ نے دعوے کیا تو:-

(۱) مسلمان قوم فساد فی الدین اور تغافل فی الدین کا شکار بن چکی تھی۔

(۲) بیرونی طور پر عیسائیت اور آریہ سماج کی طرف سے اسلام کو غیر معمولی اعتراضات کا نشانہ بنایا گیا جس کا نتیجہ مسلمانوں کے ارتداد کی بھیانک شکل میں ظاہر ہونے لگا۔

(۳) احادیث وروایات کی بنا پر اس وقت مسلمان قوم امام مہدی کے ظہور کا انتظار کر رہی تھی۔

(۴) حضرت مرزا صاحب نے خوب زور دار مضامین کے ذریعہ عیسائیت اور آریہ سماج کی تردید کی۔

(۵) اس وقت آپ نے امام مہدی اور مسیح موعود ہونے کا دعوے کیا اس کے مطابق کچھ لوگوں نے آپ کو امام المسلمین اور امام مہدی اور مسیح تسلیم کر لیا ہے۔

غور کیجیئے ان تسلیم شدہ حقائق کی موجودگی میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے دعوے کی نسبت انکار وتکذیب کے رنگ میں معاصر کا موقف کفار مکہ کے انکار سے کچھ بھی مختلف ہے؟ آخر ان لوگوں نے بھی تو اپنے دل کو خوش کرنے کے لئے کسی نہ کسی "دلیل" کا سہارا لیا ہی ہوگا۔ مگر کیا ان کی یہ "دلیل" (؟) آفتاب صداقت کے سامنے کچھ بھی وقعت رکھتی ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر کیوں نہ سمجھا جائے کہ اس زمانہ کے منکرین بھی پہلوں کے نقش قدم پر نفس پرستی کے فتنہ کا شکار ہیں۔ اور محض اسی وجہ سے ایک بڑی نعمت سے محروم ہو رہے ہیں!!

فاعتبروا یا اولی الابصار

جماعت احمدیہ اور حکومت شام

جماعت اسلامی کے ہندوستانی آرگن "دعوت" دہلی مجریہ ۲۴ر اگست میں "باوثوق ذرائع" کے حوالہ سے ۱۳ر اگست کی خبر دی گئی

(باقی صفحہ ۳ کالم ۲)

قبروں پر پھول چڑھانا

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا ایک ارشاد

اور اس ارشاد کی حکمت

(رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی)

چند دن ہوئے نظارت اصلاح وارشاد ربوہ کی طرف سے الفضل (مورخہ ۱۲ راگست) میں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کا ایک فتویٰ قبروں پر پھول ڈالنے کے متعلق شائع ہوا تھا۔* یہ فتویٰ اپنی ذات میں بہت خوب ہے مگر یہ فتویٰ صرف ایک خاص پہلو کو مدنظر رکھ کر دیا گیا تھا۔ کیونکہ فتویٰ پوچھنے والے نے صرف اس جہت سے فتویٰ پوچھا تھا کہ کیا میت کی روح کو راحت پہنچانے کی غرض سے قبر پر پھول ڈالنا جائز ہے جسے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے بدعت قرار دے کر ناجائز اور خلاف شریعت گردانا۔ لیکن اس فتویٰ کے بعد بھی مسئلہ کا یہ پہلو قابل تشریح رہتا ہے کہ روح کو خوشی پہنچانے کی غرض سے نہ سہی لیکن کیا ویسے ہی زینت وغیرہ کے خیال سے قبروں پر پھول رکھے جا سکتے ہیں؟ سو اس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا ارشاد یاد آیا ہے جس میں مسئلہ کے اس پہلو پر بھی روشنی پڑتی ہے اس کی تفصیل یہ ہے:۔

جب ۱۹۳۸ء میں (غالباً یہ ۳۸ء کا سال ہی تھا) لندن سے عزیز سعید احمد مرحوم پسر مرزا عزیز احمد صاحب ایم۔ اے کا تابوت آیا اور وہ بچوں والے مقبرہ میں دفن کیا جانے لگا تو اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بھی جنازہ کے ساتھ قبرستان تک تشریف لے گئے تھے۔ جب قبر تیار ہوگئی تو حاضر الوقت اصحاب میں سے کسی نے زینت اور اکرام کے خیال سے قبر پر کچھ پھول بکھیرنے چاہے۔ لیکن حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے اسے روک دیا اور فرمایا (غالباً اسی قسم کے الفاظ تھے) کہ:۔

"یہ جائز نہیں اس طرح بدعت کا رستہ کھلتا ہے۔"

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے اوپر والے فتوے کے ساتھ حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ کا یہ فتویٰ مل کر ایک مکمل فتویٰ بن جاتا ہے جس میں اس مسئلہ کے سارے پہلو آ جاتے ہیں۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ گو کسی قبر پر پھول ڈالنا بظاہر ایک معصوم سی بات نظر آتی ہے بلکہ اس میں بظاہر میت کا اکرام بھی پایا جاتا ہے لیکن غور کرنے والا انسان سمجھ سکتا ہے کہ اس میں دو قسم کی خرابیوں کے پیدا ہونے کا بھاری خطرہ ہے۔

(۱) اوّل یہ کہ اس طرح آہستہ آہستہ شرک کا رستہ کھلتا ہے اور شروع میں عام اکرام کی نیت سے ابتداء ہو کر بالآخر قبروں کے غیر معمولی اجلال و احترام بلکہ قبر پرستی تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں لاکھوں مسلمان قبروں کو سجدہ کر کے اپنی عاقبت تباہ کر رہے ہیں۔ حالانکہ جن بزرگوں کی قبروں پر سجدہ کیا جاتا ہے وہ ہرگز اس طریق کے موید نہیں تھے اور جانتے تھے کہ اس کا انجام اچھا نہیں۔ ہمارے آقا صلے اللہ علیہ وسلم نے نشہ آور چیزوں کے معاملہ میں کیا حکیمانہ ارشاد فرمایا ہے کہ:۔

ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام۔

"یعنی جو چیز بڑی مقدار میں نشہ پیدا کرے اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے۔"

اس لطیف ارشاد میں یہی حکمت ہے کہ چیزوں کی ابتداء بظاہر چھوٹی اور معمولی ہوتی ہے۔ اور بات بالکل معصوم نظر آتی ہے۔ لیکن چونکہ ان کا مآل اور انجام تباہ کن ہوتا ہے۔ اور انسان ضعیف البنیان فطرتاً ایک چھوٹی سی بات کی ابتداء کر کے قدم آگے ہی آگے بڑھانے کا رجحان رکھتا ہے اس لئے شریعت نے کمال حکمت سے جڑ پر ہاتھ رکھ کر اس کے بظاہر معصوم حصہ کو بھی منع فرما دیا ہے تا لوگ ہر قسم کی امکانی ٹھوکر سے بچ جائیں۔ اسی لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الموت میں فرمایا تھا کہ "دیکھنا میرے بعد میری قبر کو سجدہ گاہ نہ بنا لینا۔" آپ جانتے تھے کہ آپ کے صحابہ ہرگز ایسا نہیں کریں گے مگر آپ دور کے خطرات کو دیکھ رہے تھے۔

(۲) دوسرا نفسیاتی نکتہ اس ارشاد میں یہ ہے کہ اگر مرنے والا خدا کے فضل سے نیک اور جنتی ہے تو اس کی قبر پر پھول چڑھانا اس کے لئے کوئی حقیقت نہیں رکھتا کیونکہ جو روح جنت میں پہنچ گئی اور جنت کی عدیم المثال نعمتوں میں داخل ہو گئی یا کم از کم اس کے رستہ پر پڑ گئی اس کے لئے یہ ارضی پھول کیا حقیقت رکھتے ہیں؟ اور اسے ان پھولوں سے کیا خوشی پہنچ سکتی ہے؟ بلکہ وہ تو جنت کے پھولوں کے سامنے ان پھولوں کو اپنے لئے موجب ہتک سمجھتی ہوگی۔ دوسری طرف اگر خدانخواستہ مرنے والا دوزخی ہے تو اسے پھول ذرہ بھر بھی فائدہ نہیں دے سکتے بلکہ اس کی روح (اگر علم ہو) خیال کرتی ہوگی کہ میرے عزیز اور میرے دوست میری ہنسی اڑا رہے ہیں کہ میں تو دوزخ کی آگ میں جل رہی ہوں اور وہ مجھ پر پھول پھینک رہے ہیں!!!

پس کسی جہت سے بھی دیکھا جائے قبروں پر پھول ڈالنا یا پھول چڑھانا ایک بدعت ہے جس کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ وہ سراسر نقصان دہ ہے۔ کیونکہ ایک طرف تو وہ مرنے والوں کے لئے اذیت کا موجب ہے اور دوسری طرف وہ شرک کا رستہ بھی کھولتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اوائل میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں کسی مومن نے کبھی اس قسم کی بات نہیں کی۔

بے شک اسلام میں قبر کے اکرام کا حکم ہے اور ہدایت دی گئی ہے کہ ان پر بیٹھنے یا ان پر پاؤں رکھنے سے اجتناب کرو۔ اور انہیں صاف اور ستھرا رکھو اور ان کے ماحول کو بھی روشوں وغیرہ کے ذریعہ مناسب طور پر خوشنما بنایا جا سکتا ہے۔ مگر یہ صرف واجبی اکرام کی حد تک ہے تاکہ مرنے والوں کی تخفیف اور تذلیل نہ ہو اور ان کے رشتہ داروں اور عزیزوں کے جذبات کو بھی ٹھیس نہ لگے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں اور اس سے آگے بڑھنا بدعت میں داخل ہے جس میں مرنے والوں کی کوئی عزت نہیں بلکہ جیسا کہ میں نے اوپر کی تشریح کی ہے اس میں حقیقۃً ان کی دل آزاری ہے اور ایسی بدعتوں کا انجام کبھی بھی اچھا نہیں ہوتا۔ قبروں کی زیارت کا صرف یہ مقصد ہونا چاہیئے کہ تا مرنے والے کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی جائے۔ نیک مقاصد کی کامیابی کے لئے اپنے آسمانی آقا کے سامنے ہاتھ پھیلائے جائیں۔ اس کی آل و اولاد کی حفاظت اور ترقی کے لئے خدا کے حضور جھکا جائے۔ اور اپنی موت کو یاد کر کے اپنے اچھے انجام کے واسطے بھی دعا مانگی جائے۔

ہاں قبروں کی زیارت کی ایک غرض سیاسی بھی ہوا کرتی ہے۔ اور وہ یہ کہ مختلف قومیں اپنے بانیوں اور بعض خاص لیڈروں کی قبروں کو ایسے رنگ میں تعمیر کرتی ہیں کہ تا دوسری قوموں کے لوگ وہاں جا کر اپنی عقیدت اور احترام کے پھول چڑھائیں اور خیال کیا جاتا ہے کہ یہ طریق قوموں کے باہمی تعلقات کو بہتر بنانے میں مدد دیتا ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس قسم کی زیارت کا اصل مقصد دعا نہیں ہوتا (بلکہ زائرین بیشتر لوگ تو ایسے ہوتے ہیں جو دعا کے قائل ہی نہیں ہوتے) اور صرف قومی اور سیاسی رنگ میں احترام اور باہم قدرشناسی کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں دنیا کا رواج ہے کہ جب بڑے لوگ کسی غیر ملک میں جاتے ہیں تو اس ملک کے بانی یا کسی اور مخصوص لیڈر کی قبر پر جا کر پھولوں کی چادر چڑھاتے ہیں۔ سو یہ ایک سیاسی طریق ہے جسے اس مذہبی فتوے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ واللہ اعلم۔

فقط خاکسار مرزا بشیر احمد
ربوہ۔ ۱۵ راگست ۱۹۵۸ء

جماعت احمدیہ اور حکومت شام

(بقیہ صفحہ ۲)

ہے کہ گویا شام میں جماعت احمدیہ کو سرکاری طور پر غیر قانونی جماعت قرار دیا گیا ہے۔

اس سے قبل ماہ جون میں بھی اسی قسم کی خبر بعض پاکستانی و ہندوستانی اخبارات میں شائع ہوئی تھی جس پر جماعت احمدیہ کی طرف سے نہ صرف اس خبر کو سراسر مبالغہ آمیز قرار دیتے ہوئے اس کی تردید کی گئی۔ بلکہ جماعت احمدیہ کے شامی مبلغ السید منیر الحصنی کے نام صدر جمہوریہ کے شکریہ پر مشتمل ایک خط کا حوالہ بھی دیا گیا۔ جو دمشق کے مشہور اخبار صوت العرب میں شائع ہوا۔ اس خط کا چربہ بدر ۱۷ر جولائی میں شائع کیا جا چکا ہے۔

علاوہ ازیں نظارت امور عامہ قادیان کی طرف سے جناب سفیر صاحب متحدہ عرب جمہوریہ مقیم دہلی کی خدمت میں استفسار تحریر کیا گیا تو موصوف کی طرف سے نظارت کے نام جو چٹھی موصول ہوئی اُسے بھی بجنسہ ۳۱ر جولائی کے بدر میں شائع کیا جا چکا ہے جس سے اس خبر کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔

پس جہاں تک جماعت احمدیہ کے موقف کا سوال ہے، اس کے لئے تو جماعت پہلے ہی مذکورہ بختہ ثبوت پیش کر چکی ہے۔ اس کے باوجود اگر اس خبر کو دوبارہ اشاعت سے اخبار دعوت کا مقصد محض جماعت کے خلاف پروپیگنڈا نہیں بلکہ اُسے اس اہم خبر کی صحت پر پورا یقین ہے تو معاصر سے ہمارا مطالبہ ہے کہ محض "بار ورق درائع" کا حوالہ کافی نہیں بلکہ لازم ہے کہ خبر کی صحت کا کوئی بیّن ثبوت پیش کرے ورنہ ندارد کسے با تو ناگفتہ کار۔ بد دلیکن چو گفتی دلیلش بیار۔

---

* یہ فتویٰ اسی پرچہ میں دوسری جگہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ بدر۔

حضرت سیدہ ام ناصر احمد رضی اللہ عنہا کی وفات پر
احباب جماعت کی طرف سے گہرے رنج والم کا اظہار

(۳)

سرینگر

مورخہ ۸؍۵۸ بعد نماز جمعہ جماعت احمدیہ سرینگر کا ایک ہنگامی اجلاس زیر صدارت غلام محمد صاحب بخشی صدر جماعت منعقد ہوا۔ اور مندرجہ ذیل تعزیتی قرارداد متفقہ طور پر پاس ہوئی۔

"افراد جماعت احمدیہ سرینگر نہایت رنج وغم کے ساتھ حضرت ام ناصر احمد صاحبہ رضی اللہ عنہا کی رحلت کی افسوسناک خبر سنکر گہرے رنج وملال کا اظہار کرتے ہیں اور ساتھ ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ، خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام، خاندان حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اور جملہ لواحقین سے دلی تاسف اور ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل بخشے۔

خاکسار بخشی غلام محمد صدر جماعت سرینگر

دیودرگ (کرناٹک)

جماعت احمدیہ دیودرگ ضلع رائچور حضرت سیدہ ام ناصر احمد صاحبہ رضی اللہ عنہا حرم اول سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی وفات پر رنج وغم وحزن کا اظہار کرتی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سیدہ موصوفہ کی روح پر اپنی بے شمار رحمتیں نازل فرماتے۔ بعد نماز جمعہ نماز جنازہ غائب ادا کی گئی۔

حضرت ام ناصر احمد صاحبہ سلسلہ احمدیہ کا خاص الخاص وجود تھیں اور آپ کے ذریعہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں پوری ہوئیں۔ آپ کی رحلت کا صدمہ ساری احمدی دنیا کے لئے حد درجہ تکلیف کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اپنے فضل سے سارے احمدی دلوں کو صبر وسکون بخشے۔ آمین۔

امیر جماعت احمدیہ دیودرگ (ضلع رائچور) علاقہ کرناٹک۔ انڈیا۔

ساندھن (یوپی)

جماعت احمدیہ ساندھن حضرت سیدہ ام ناصر احمد صاحبہ کی وفات پر افسوس ظاہر کرتی ہے اور خدا تعالیٰ سے دعا کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ سیدہ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ جگہ دے اور

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ و خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جملہ افراد و خاندان حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کو صبر جمیل عطا فرماوے جماعت احمدیہ سندھن دلی افسوس اور ہمدردی کا اظہار کرتی ہے۔

خاکسار کریم الدین پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ سارون۔

کوڈالی (کیرالہ)

۷ اگست بروز جمعرات یہ خبر بڑی افسوس اور رنج کے ساتھ پڑھی کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی حرم اول حضرت سیدہ ام ناصر رضی اللہ عنہا رحلت فرماگئی ہیں۔ آپ کے بلند درجات اور قرب الہی کے لئے دعا کی گئی اور نماز جمعہ کے بعد نماز جنازہ پڑھائی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی تمام اولاد کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین۔

فقط والسلام

خاکسار بی محمد احمد مالاباری کوڈالی۔

رکری پارا (اڑیسہ)

اخبار بدر کے ذریعہ عباس اور علاقہ کے احمدیہ جماعتوں کے احباب کو حضرت سیدہ ام ناصر احمد رضی اللہ عنہا کی وفات کی خبر ملی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دعا ہے کہ خداوند کریم مرحومہ کو فردوس بریں میں اعلیٰ مقام عطا کرتے ہوئے اپنے خاص الخاص فضلوں سے نوازے اور آپ کے جملہ لواحقین بالخصوص سیدنا حضرت امیر المومنین اور حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب اور آپ کی جملہ اولاد اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جملہ جماعت کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرے اور آپ کی جدائی سے جماعت میں جو خلا پیدا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے پر فرمائے۔ آمین۔

خاکسار سید فضل عمر کٹکی مبلغ سلسلہ

جماعت احمدیہ ہبلی

حضرت سیدہ ام ناصر احمد صاحبہ کی ناگہانی وفات حسرت آیات پر جماعت احمدیہ ہبلی گہرے رنج والم کا اظہار کرتی ہے اور اس وفات کو ایک قومی اور جماعتی صدمہ یقین کرتی ہے۔ سیدہ مرحومہ کا وجود خدا تعالیٰ کے نشانوں میں سے ایک نشان تھا۔ چونکہ مرحومہ ہمارے مشفق ومحسن آقا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی حرم اول تھیں۔ اسلئے ہم سب آپ کی وفات پر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں صاحبزادگان اور خاندان حضرت مسیح الموعود علیہ السلام کے جملہ افراد سے گہری ہمدردی اور دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر اپنی بیشمار رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے اور ان کے مبارک وجود سے جو برکتیں وابستہ تھیں انہیں جاری فرمائے اور جنت الفردوس کے اعلیٰ علیین میں آپ کو اپنے خاص قرب سے نوازے۔ آمین۔ اور آپکے پسماندگان کا حامی وناصر ہو۔ آمین۔

خاکسار جعفر صاحب منڈاسگر پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ہبلی

قبر پر پھول چڑھانا

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی بڑی غرض یہ ہے کہ شرک و بدعت کی باتوں کو دور کر کے خالص توحید اسلامی کو قائم کریں۔ چنانچہ آپ کا نام "یحیی الدین ویقیم الشریعۃ" (تذکرہ) مسیح موعود دین کو زندہ کرے گا اور شریعت کو قائم کرے گا اس سلسلہ میں یہ ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ عوام الناس قبروں پر پھول چڑھاتے ہیں حالانکہ شریعت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ ایسی باتوں سے روکنا فرض ہے کیونکہ اگر ایسے امور سے چشم پوشی کی جائے اور ان امور کو نظر انداز کیا جائے۔ تو آہستہ آہستہ بدعات کا شریعت میں تداخل ہوگا اور دین میں بگاڑ پیدا ہو جائے گا۔ اسبارہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کا ارشاد درج کیا جاتا ہے۔

"ایک شخص نے دریافت کیا کہ میت کی روح کو خوش کرنے کی نیت سے قبر پر پھول چڑھانا جائز ہے؟ حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ اس سے میت کی روح کو کوئی خوشی نہیں ہو سکتی نہ ہی یہ جائز ہے اس کا کوئی اثر قرآن وحدیث سے ثابت نہیں۔ اس کے بدعت اور لغو ہونے میں کوئی شک نہیں۔"

(بدر مورخہ ۱۲؍ اگست ۱۹۰۹ء)

شادی کے موقعہ پر فلمی گانے اور ناچ وغیرہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" میں آیت قل للمومنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذالک ازکی لھم (نور) کے ماتحت غض بصر اور غیر محرموں کے گانے اور ناچ وغیرہ کو سننے اور دیکھنے سے منع فرمایا ہے۔ نیز لکھا ہے کہ مومنوں کو چاہیئے کہ مردار کی طرح ان چیزوں سے نفرت رکھیں (صفحہ ۵۷) اس سلسلہ میں سیدنا امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک فرمان درج ذیل کیا جاتا ہے تا کہ احباب جماعت شادی کے موقع پر مجتنب رہیں۔ اسی طرح اپنے دین کو اور اپنی اولاد کے دین کو محفوظ کریں۔

۱۹۴۴ء میں دار البرکات قادیان میں ایک گھر میں ایک شادی کے موقعہ پر فلمی گانوں اور ناچ وغیرہ کی رپورٹ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حضور پہنچی حضور نے بغرض تحقیق رپورٹ مولوی ابو العطا صاحب کو ارشاد فرمایا۔ مولوی صاحب کی رپورٹ پر حضور نے محلہ دار البرکات کے احباب کو طلب فرمایا۔ اور ذیل کی ہدایت فرمائی۔

"لیکن جو دوست یہاں بیٹھے ہیں جب اپنے گھروں میں جائیں تو اپنے بیوی بچوں کو اچھی طرح سمجھا دیں کہ اگر آئندہ کسی گھر میں ایسا طریق اختیار کیا گیا۔ تو جماعت کے مردوں اور عورتوں کو یہ ہدایت کر دی جائے گی کہ وہ ایسے لوگوں کی شادیوں میں شامل نہ ہوا کریں۔ آخر سوائے اس کے اس گناہ کو دور کرنے کا اور کیا علاج ہو سکتا ہے کہ اعلان کر دیا جائے کہ ان لوگوں کی شادیوں میں ہماری جماعت کا کوئی فرد شامل نہ ہو۔ وہ میراثیوں اور چوڑھیوں کو بلائیں۔ یا غیر ایکٹرسوں کو بلائیں کیونکہ ایسے لوگوں کے گھروں میں وہی جا سکتی ہیں۔ کوئی اور نہیں جا سکتا۔"

(الفضل ۳۰؍ جنوری ۱۹۴۵ء)

عہدیداران جماعت کو چاہیئے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ میں احباب کی نگرانی رکھیں۔ اور ایسے امور پر بازپرس کریں۔

دیگر جماعتوں کی طرف سے تعزیتی قراردادیں

حضرت سیدہ ام ناصر احمد رضی اللہ عنہا کی وفات پر ملک کے اکناف سے احمدیہ جماعتیں تعزیتی قراردادیں بھیج رہی ہیں جن کو عدم گنجائش کے باعث تفصیلاً درج نہیں کیا جا سکتا اس سلسلہ میں حسب ذیل جماعتوں کی طرف سے ایسی قراردادیں بغرض اشاعت موصول ہو چکی ہیں:-

جماعت احمدیہ چک، ایمرچ کشمیر۔ جماعت احمدیہ نصرت پور (مغربی بنگال) جماعت احمدیہ موسیٰ بنی مائینز۔ جماعت احمدیہ مسکرا یو۔پی۔

اخبار "الجمعیۃ" دہلی کا ایک اعتراض اور اس کا جواب

(از محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس)

اخبار "الجمعیۃ" دہلی نے سنڈے ایڈیشن مورخہ ۱۳ر جولائی ۱۹۵۸ء میں زیر "سوال و کوائف" "حضرت امام جماعت احمدیہ کے ایک خطبہ جمعہ سے جو الفضل ۹ر جولائی میں شائع ہوا یہ اقتباس دے کر

"کہ صرف احمدی اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں ورنہ مسلمانوں کی کتابیں تو اس سے بھری پڑی ہیں کہ توریت و انجیل غیر محرف ہیں"

یہ مطالبہ کیا ہے کہ:-

"اگر مرزا صاحب نے غلط بیانی سے کام نہیں لیا تو وہ بتائیں کہ مسلمانوں کی وہ کونسی کتابیں ہیں۔ جو اس سے بھری پڑی ہیں کہ توریت اور انجیل میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی؟ یہ بھی غلط ہے کہ صرف احمدی اس بات کا دعوےٰ کرتے ہیں کہ ان کتابوں میں تحریف ہوئی ہے"۔

خطبہ جمعہ کے پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام جماعت احمدیہ نے جو یہ فرمایا ہے کہ مسلمان توریت و انجیل کو محرف و مبدّل نہیں مانتے تو اس سے مراد یہ ہے کہ وہ ان میں تحریف لفظی نہیں بلکہ تحریف معنوی مانتے ہیں۔ اور لفظ "مسلمانوں" سے بھی عام مسلمان مراد ہیں نہ تمام کے تمام نہیں۔ چنانچہ الجمعیۃ کی پیش کردہ عبارت سے آگے حضور نے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ ایسے بڑے آدمی نے بھی اپنی کتابوں میں معنوی تحریف کو تو ثابت مانا ہے لفظی تحریف کو نہیں۔ اس کے بعد آپ نے یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ ان کے ایسا لکھنے سے ان کی عظمت شان اور جلالت و بزرگی میں کوئی فرق نہیں آتا۔ فرمایا ہے:-

"چونکہ ان کے زمانہ میں عیسائیت کے خلاف مسلمانوں کی تحقیق ابھی مکمل نہیں تھی اور انگریزی اور عبرانی لٹریچر ان کی نظر سے نہیں گزرا تھا اسلئے انہوں نے لکھ دیا کہ قرآن کریم میں جو یحرفون الکلم عن مواضعہٖ آتا ہے اس سے یہ مراد نہیں کہ وہ لفظی تحریف کرتے تھے بلکہ اس جگہ تحریف سے معنوی تحریف مراد ہے۔ پس عام مسلمان تورات اور انجیل کو محرف و مبدّل نہیں کہتے بلکہ صرف ہماری جماعت یہ دعویٰ کرتی ہے کہ عہد نامہ قدیم اور جدید دونوں محرف و مبدّل ہیں"۔

پس بعض خاص افراد کا انجیل و تورات کو محرف و مبدّل ماننا آپ کے اس قول کے منافی نہیں۔ کہ عام مسلمان توریت و انجیل کو اس معنی میں کہ انہوں نے الہامی الفاظ کو بدل دیا تھا تسلیم نہیں کرتے۔ اور من حیث الجماعت صرف جماعت احمدیہ ہے جو ان کتابوں کو محرف و مبدّل مانتی ہے۔

"الجمعیۃ" نے یہ دریافت کیا ہے کہ وہ کونسی کتابیں ہیں جن میں مسلمانوں کا یہ عقیدہ مذکور ہے۔ سو ان کی ضیافت طبع کے لئے ہم ذیل میں بطور مثال چند کتابوں کے اقتباسات پیش کرتے ہیں۔

(۱) حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ جنہیں لکھوکھا انسان قدر کی نگاہ سے دیکھتے اور ان کے تقدس اور بزرگی کے قائل اور ان کی تقلید کو اپنے لئے باعث فخر خیال کرتے ہیں۔ اپنی کتاب الفوز الکبیر فی اصول التفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:-

"اما تحریف لفظی در ترجمہ توریت و امثال آں بکار می بردند نہ در اصل توریت"۔

یعنی میرے نزدیک یہی متحقق امر ہے کہ یہود توریت وغیرہ کے ترجمہ میں تحریف کیا کرتے تھے نہ کہ اصل توریت میں۔

پس وہ لکھوکھا مسلمان جو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کو اپنا پیشوا اور مقتدا مانتے چلے آئے ہیں ان کا عقیدہ بھی اس بارہ میں وہی مانا جائے گا جو حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس کتاب میں ظاہر کیا ہے۔

(۲) حضرت امام حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

وقولہٗ یحرّفون الکلم عن مواضعہٖ ای یتأولونہ علیٰ غیر تاویلہ ویفسّرونہ بغیر مراد اللہ عزوجل قصداً منہم وافتراءً ویقولون سمعنا ای سمعنا ما قلتہ یا محمد ولا نطیعک فیہ ھٰکذا فسرہ مجاھد وابن زید وھو المراد"۔

(تفسیر ابن کثیر)

یعنی آیت یحرّفون الکلم عن مواضعہٖ میں تحریف سے مراد یہ ہے۔ کہ وہ اس کی صحیح تاویل نہیں کرتے تھے۔ اور عمداً اور از راہِ افتراء اس کی ایسی تفسیر کرتے تھے جو منشائے الٰہی کے خلاف ہوتی تھی۔ اور وہ کہتے تھے کہ اے محمد (صلعم) جو آپ نے کہا وہ ہم نے سُن لیا اور ہم آپ کی اس بات میں اطاعت نہیں کریں گے۔ حضرت مجاہد اور حضرت ابن زید نے اسی طرح اس آیت کی تفسیر کی ہے اور مراد بھی یہی ہے۔

(۳) حضرت امام فخر الدین الرازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں تحریف سے متعلق فرماتے ہیں:-

"ان المراد بالتحریف القاء الشبہ الباطلۃ والتاویلات الفاسدۃ وصرف اللفظ من معناہ الحق الیٰ معنی باطل بوجوہ الحیل اللفظیۃ کما یفعلہ اھل البدعۃ فی زماننا ھٰذا بالآیات المخالفۃ لمذاھبھم وھٰذا ھو الاصح"۔

(تفسیر کبیر)

یعنی آیت یحرّفون الکلم میں تحریف سے مراد یہ ہے کہ وہ باطل شبہات ڈالتے اور تاویلات فاسدہ کے مرتکب ہوتے اور لفظ کے اصل معنی کو چھوڑ کر لفظی ہیر پھیر کر کے باطل معنی کو اختیار کرتے تھے جیسا کہ ہمارے زمانہ کے بدعتی ان آیات کے معنی میں کرتے ہیں۔ جو ان کے مذہب کے مخالف ہوتی ہیں۔ اور یہی تفسیر سب سے زیادہ صحیح ہے۔

(۴) پھر مولوی محمد سعید صاحب سیکنڈ ہیڈ ماسٹر ہائی سکول گوجرانوالہ ساکن ہمبڑیل ضلع سیالکوٹ جو ریٹائر ہونے سے پہلے انسپکٹر سکول کے عہدہ پر فائز تھے اپنی کتاب "سعادتِ مزمیہ" مؤلفہ ۱۳۱۲ھ میں لکھتے ہیں:-

"بعض مسلمانوں کو یہ وہم لگا ہوا ہے کہ انجیل شریف محرف و مبدل ہے۔ حالانکہ تحریف و تبدیل کے بارے میں جس قدر آیات کلام اللہ شریف میں ہیں ان میں سے ایک میں بھی ذکر نہیں ہے کہ انجیل یا توریت محرف و مبدل ہے۔ بلکہ ان مقامات پر لکھا ہوا ہے کہ یہودی لوگ، ہاں ہاں یہودی لوگ نہ کہ عیسائی صاحبان توریت شریف کی باتیں بتانے کے وقت الٹ پلٹ کر کے بتا جاتے ہیں۔ پس اس الزام سے کم از کم عیسائی صاحبان تو بالکل بری ہیں۔ لہٰذا انجیل شریف محرف و مبدل نہیں"۔

(۵) مولوی چراغ الدین ساکن جموں اپنی کتاب منارۃ المسیح جلد اوّل میں لکھتے ہیں:-

"اگر یہ سوال ہو کہ موجودہ تورات و انجیل اصل کتابیں نہیں اسلئے ہم ان کی تعظیم و تکریم نہیں کرتے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس بات پر کوئی دلیل موجود نہیں کہ یہ وہ کتابیں نہیں۔ کہ جن لوگوں کے ہاتھوں میں یہ کتابیں نسلاً بعد نسل اس زمانہ سے چلی آرہی ہیں ان کی شہادت غلط ہے۔ بلکہ قرآنی شہادت سے صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہود و نصاریٰ کے ہاتھ میں اصل کتابیں موجود تھیں۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو قرآن شریف فاتوا بالتوراۃ فاتلوھا اور ولیحکم اھل الانجیل بما انزل اللہ کا حکم نہ دیتا۔ کیا یہ جائز تھا کہ بصورت عدم موجودگی تورات انجیل قرآن شریف ان کے لانے اور اہل کتاب کو ان پر عمل کرنے کا حکم دیتا؟ ہرگز نہیں۔ پھر جب نزول قرآن کے وقت اصل تورات و انجیل اہل کتاب کے پاس موجود تھیں تو بعد میں تبدیل یا تلف ہونے پر کوئی دلیل موجود نہیں"۔

پھر سرسید احمد خاں مرحوم کی کتاب تفسیر "تبیین الکلام جلد اول کے حوالہ سے لکھتے ہیں:-

"انہوں نے امام رازی کے ایک قول سے استدلال کیا ہے۔ جو واقعی نہایت ہی معقول ہے کہ متکلمین کے نزدیک یعنی ان عالموں کے نزدیک جو مذہبی امور کی تحقیق کرنے والے ہیں۔ یہ بات یعنی توریت اور انجیل کی عبارت کا بدل ڈالنا ممتنع ہے۔ کیونکہ وہ دونوں کتابیں نہایت مشہور ہوگئی ہیں۔ اور بتواتر کو پہنچی ہیں۔ یہاں تک کہ ان عبارتوں کا بدلنا متعذر ہوگیا ہے۔

اس لئے جب قرآن شریف نے ان پاک کتابوں کا وجود تسلیم کیا اور مان لیا کہ وہ اس کے ہم عصر اہلِ کتاب کے ہاتھوں میں موجود اور اس وقت واجب التسلیم تھیں۔ تو کوئی قرینہ یہ بات نکالنے کا باقی نہ رہا کہ مابعد وہ تحریف و تبدیل ہو کر ساقط عن الاعتبار ہوگئیں۔ اس سے ثابت ہوگیا کہ یہ وہی کتابیں ہیں جن پر قرآن شریف میں ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے"۔

(۶) سرسید احمد خاں مرحوم کو سوادِ اعظم کا تعلیم یافتہ طبقہ مصلحین میں سے شمار کرتا ہے۔

اور ان کے خیالات کو عظمت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ وہ اپنی کتاب الخطبات الاحمدیہ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"بڑے بڑے عالم اور فاضل اور دیندار لوگ جن کا نام دنیا میں مشہور تھا۔ اور اب آخرت میں بھی مشہور ہوگا۔ نہایت استقلال اور تحمل سے اس کی تحقیقات میں مصروف تھے۔ اور اس کی جڑ تک پہنچ گئے تھے۔ ان کا یہ قول تھا۔ کہ قرآن مجید میں جو تحریف کا الزام یہودیوں اور عیسائیوں پر خدا نے لگایا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ انہوں نے جان بوجھ کر حقیقۃً توریت انجیل کے لفظوں کو بدل دیا ہے۔ بلکہ یہ مطلب ہے۔ کہ لفظوں کے معنے پھیر دیئے ہیں۔ چنانچہ امام محمد اسمٰعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یحرفون الکلم عن مواضعہ کی تفسیر میں لکھا ہے۔ ای یاولونہ علےٰ غیر تاویلہ۔ پس وہ لوگ تحریف لفظی کے قائل نہ تھے البتہ یہ بات تسلیم کے قابل تھی کہ قلمی نسخوں میں کاتبوں کی سہو اور غلطی سے بہت سی غلطیاں پڑ گئی تھیں"۔

چونکہ بہت سے محقق علماء توریت و انجیل میں لفظی تحریف کے قائل نہ تھے صرف معنوی تحریف مانتے تھے۔ اس لئے جب کسی مسلم عالم نے توریت و انجیل کے محرف و مبدل ہونے کی آواز اٹھائی۔ تو پادریوں نے جواباً انہیں محقق علماء کے اقوال بطور حجت پیش کر دیئے۔ چنانچہ توریت و انجیل کی صحت پہ انہوں نے سینکڑوں کتابیں مختلف زبانوں میں لکھی ہیں۔ اور مسلمان علماء کے اقوال کو اپنے دعوے کی صحت کے ثبوت میں پیش کیا ہے بطور مثال ملاحظہ ہوں۔ "تہہاری بائیبل اور مسلم علماء" "اظہار اصلیت توریت و انجیل" اور "صحت کتب مقدسہ" وغیرہ۔

اور چونکہ محققین علمائے اسلام اصل توراۃ و انجیل کو غیر محرف سمجھتے تھے۔ اس لئے جب عیسائیوں نے ان کے اقوال کو اپنی کتب کی صحت ثابت کرنے کے لئے مع آیات قرآنیہ پیش کیا۔ تو عام مسلمان ان کا جواب نہ دے سکے تو ہزارہا مسلمان نہ صرف عوام میں سے بلکہ بڑے بڑے مولوی بھی جیسے پادری عماد الدین اور پادری مولوی رجب الدین اور عبد اللہ آتھم وغیرہ وغیرہ عیسائی ہو گئے۔

بے شک شاذ و نادر کے طور پر بعض علماء نے جیسے مرحوم مولانا رحمت اللہ صاحب کرانوی ہیں۔ انہوں نے عیسائیت کا اپنے وقت میں مقابلہ کیا۔ لیکن وہ بھی آخر ہندوستان چھوڑ کر مکہ مکرمہ میں زاویہ نشین ہو گئے۔ عیسائیت کے اگر کسی جماعت نے دانت کھٹے کئے اور اس "پرے کی کچلیاں توڑیں"۔ اور اس کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ تو وہ صرف جماعت احمدیہ ہی ہے۔ اور یہی جماعت ہے جو عیسائیت کا ہر ملک میں مقابلہ کر رہی ہے۔ اور اسلام کا غلبہ اور تفوق ظاہر کر رہی ہے۔ اور اسی کے ہاتھ پر انشاء اللہ تعالےٰ عیسائیت ایسی شکست کھائے گی۔ کہ پھر سر نہ اٹھا سکے گی۔ اور ہر ملک میں اسلام کا پرچم لہرائے گا اور تمام دنیا پر ظاہر ہو جائے گا کہ تمام نبیوں کے سردار اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والے سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور وہی ہیں جو روحانی ملک کے شہنشاہ ہیں۔ جن کی روحانی حکومت دائمی ہے۔ جس کے لئے کوئی انتہاء نہیں۔

پس "الجمعیۃ" نے غلط فہمی کی بناء پر حضرت امام جماعت احمدیہ پر جو غلط بیانی کا الزام لگایا ہے وہ درست نہیں ہے اور جب کہ انہوں نے خود لکھا ہے:۔

"ہمیں مناظرانہ باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں صرف مرزا صاحب کی غلط بیانی کا ازالہ مقصود ہے"۔

جیسا کہ اس نے لکھا ہے۔ جب "الجمعیۃ" کا اصل مقصد مسلمانان ہند کی سیاسی رہبری ہے تو اس کا ایسی علمی مناظرانہ باتوں میں دخل دینے سے مجتنب رہنا قابل تعریف ہے۔ لیکن اسی وجہ سے ہم اس سے یہ بھی امید رکھتے ہیں۔ کہ جو وضاحت ہم نے اس مضمون میں پیش کی ہے۔ وہ بھی شائع کر دے۔ تاکہ غلط فہمی نہ رہے۔ اور افہام و تفہیم کا تقاضہ پورا ہو"۔ (الفضل ۱۹/۸/۵۸ء)

چندہ جلسہ سالانہ

مورخہ ۱۷-۱۸-۱۹ اکتوبر کو قادیان میں جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ منعقد ہو رہا ہے۔ اس کے اخراجات جملہ احباب جماعت کے خاص تعاون اور مالی قربانی ہی سے پورے ہو سکتے ہیں۔ اس لئے تمام احباب پوری کوشش کے چندہ جلسہ سالانہ مقررہ شرح کے مطابق جلد از جلد ادا کر کے ثواب حاصل کریں۔ اللہ تعالےٰ توفیق دے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

اسلحہ کی دوڑ (بقیہ صفحہ اوّل)

اس وقت اکثر اخباروں نے اس کو اس دور کا سب سے حیرت انگیز انکشاف قرار دیا تھا۔

ایٹمی آبدوز اب امریکہ سے ایک اور خبر آئی۔۔۔ ہے نے ساری دنیا کو حیرت میں ڈال دیا ہے۔ یہ ہے کہ اس نے ایک ایسی ایٹمی آبدوز کشتی بنائی ہے۔ جس نے بحر منجمد شمالی کو کہیں ۱۰۰ کہیں ۲۰۰ اور کہیں ۵۰۰ فٹ کی گہرائی میں ڈوب کر طے کر لیا۔ اس کشتی نے اپنا سارا سفر "کھلے سمندر" میں طے کیا۔ مگر روس کو اس کی نقل و حرکت کی کوئی اطلاع نہیں مل سکی۔ صدر آئزن ہاور نے اس کو بحری سفر کا ایک عدیم المثال کارنامہ قرار دیا ہے۔ اور اس آبدوز کے کمانڈر مسٹر "اینڈرسن" کو اس کامیابی پر ایک تمغہ عطا فرمایا ہے۔ اس میں کیا شبہ کہ بحر منجمد شمالی کو ۵۰۰ فٹ کی گہرائی میں ڈوب کر طے کرنا انسانی عقل و ہمت کا ایک بے مثال کارنامہ ہے۔ مگر دراصل دیکھنا یہ ہے۔ کہ امریکن فوج ڈیفنس میں اس ایٹمی آبدوز سے کیا کیا کام لیتی ہے؟ یہی سوال ہے جس نے بڑی طاقتوں کو اس طرف متوجہ کر دیا ہے۔

نقشہ جنگ ان ایجادات کی روشنی میں جب ہم آنے والی جنگ کا نقشہ مرتب کرتے ہیں تو اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اگر تیسری عالمگیر جنگ ہوئی تو دنیا کی جغرافیائی حدود و بندی ختم ہو جائے گی۔ آناً فاناً روس کے میزائل امریکہ میں ہوں گے تو امریکہ کے روس میں۔ اس کے نتیجہ میں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ روس امریکہ پر تسلط ہو جائے۔ اور امریکہ روس پر۔

راڈار اس حالت امن میں "سرد جنگ" کا جو نقشہ ہے وہ یہ ہے کہ امریکہ اور روس دونوں سر دست "راڈر" پر ایک دوسرے کے جنگی جہازوں اور میزائل کی نقل و حرکت کا معائنہ کرتے رہتے ہیں۔

راڈر بھی دوران جنگ کی عجیب ایجاد ہے۔ اسی ایجاد نے برطانیہ کو جرمنی کے جنگی جہازوں سے محفوظ رکھا۔ راڈر ایک ایسا آلہ ہے جو فضائی حالات کی اطلاع دیتا ہے۔ دشمن کا جو جہاز فضا میں پرواز کرے گا۔ اس کے متعلق فوراً راڈر خبر دے دیگا کہ وہ کتنی دور ہے۔ کتنی بلندی پر ہے۔ کس سمت سے آ رہا ہے اور کیا رفتار ہے۔ اور پھر اسی راڈر کے ذریعہ اس جہاز کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔ اور اب جو برطانیہ "میزائل شکن" راکٹ بنا رہا ہے۔ اس کو تو راڈر یہ بھی خبر دے گا کہ اس میزائل کے منہ پر ایٹمی خول ہے یا نہیں۔ پھر جولائی کو جو بغداد میں انقلاب آیا تو اس کے بعد کی خبر ہے کہ روس نے شام میں راڈر اسٹیشن قائم کر دیا ہے یہ اس بات کی ایک دلیل ہے کہ روس نے مشرق وسطےٰ میں شام کو اپنے دفاع کا مرکز بنایا ہے۔ اسی طرح امریکہ نے بھی ترکی اور بعض دوسرے یورپین ممالک میں اپنا راڈر اسٹیشن قائم کر رکھا ہے۔ اور امریکہ نے روس میزائل کے خوف سے ایک اور حفاظتی و احتیاطی تدبیر اختیار کی ہے اور وہ یہ ہے کہ ہوائی فوج کی ایک یونٹ ہمیشہ ایٹمی اسلحہ جات سے مسلح ہو کے روس کے قریب فضاء میں پرواز کرتی رہتی ہے وہ ایک اشارہ پاتے ہی روس کو اپنے ایٹمی حملوں کا نشانہ بنا سکتی ہے۔ سوویت روس اور بعض دوسرے یورپین ممالک اس کے خلاف کئی بار احتجاج کر چکے ہیں۔

یموج بعضہم فی بعض غرض یہ نقشہ جنگ ایسا ہے کہ جنگ کا بگل بجتے ہی دنیا کی جغرافیائی حدود درہم برہم ہو جائیں گی۔ جہاں تک تاریخ کا تعلق ہے ابتداء آفرینش سے آج تک دنیا کے جغرافیہ میں ایسا ردّ و بدل نہیں ہوا۔ لیکن اب انسانی ہاتھ یہی کرنے پر آمادہ ہے۔ اس نقشۂ جنگ کو اگر ہم دوسری چیز سے تشبیہ دیں۔ تو یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس وقت ان جنگی دستوں کی مثال سمندر کی موج کی سی ہوگی۔ جس طرح سمندر میں رولنگ کے وقت ایک موج دوسری موج پر پھنکار مار مار کر حملہ آور ہوتی ہے۔ اور سمندر کی پوری سطح تہ و بالا ہو جاتی ہے۔ یہی حال ان بحری بری اور ہوائی ایٹمی دستوں کے باعث روئے زمین کا ہوگا۔ قرآن پاک میں یاجوج ماجوج کی ایک جنگ کا ان الفاظ میں جو ذکر کیا گیا ہے وتركنا بعضهم يومئذٍ يموج فى بعض۔ اور اس یوم (موعود) کو یاجوج و ماجوج ایک دوسرے پر سمندر کی موجوں کی طرح حملہ آور ہوں گے۔

یہ تعریف "امریکہ و روس" کے ایٹمی دستوں پر حرف بحرف صادق آتی ہے۔ اسی طرح بائیبل کی کتاب حزقیل میں جو "یاجوج ماجوج" کی جنگ کا ذکر ہے۔ وہ بھی اس نقشۂ جنگ پر دلالت کرتا ہے۔ پھر جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے جس ملک کو ایک خوفناک جنگ کا مرکز قرار دیا ہے بیرشرارہ وہیں سے بلند ہو رہا ہے یعنی ملک شام نے جنگی نقطۂ نظر سے غیر معمولی اہمیت حاصل کر لی ہے۔

اسلحہ کی اس دوڑ پر نظر ڈالنے کیلئے جب قرآن پاک میں ایسی دو قوموں کا ذکر پڑھا جاتا ہے جنگی و دینوی ترقیات کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کیا گیا ہے۔ وهم من كل حدب ينسلون۔ یعنی وہ ترقی کی تمام بلندیوں سے گذر جائیں گے۔ تو بے ساختہ سائنس اور ایجادات کی انگلی انہیں دو قوموں یعنی روس اور امریکہ کی طرف اشارہ کرنے لگتی ہے۔ ہر ایک خدا کی بتائی ہوئی تمام نشانیاں ظہور پذیر ہو گئیں۔ مگر ابھی تک "یوم موعود" نہیں آیا؟

ولادت مورخہ ... کو صبح ۵ بجے مکرم مستری محمد حسین صاحب درویش کے تیسری بچی تولد ہوئی دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ نومولودہ کو لمبی عمر عطا فرمائے اور والدین کیلئے قرۃ العین بنائے۔ بدر۔

قرآن مجید نے آج سے چودہ سو برس قبل دنیا کے موجودہ خطرناک حالات

(اور)

اُن سے بچنے کے ذرائع سے ہمیں آگاہ کر دیا تھا

مسجد احمدیہ ہالینڈ میں محترم چودھری محمد ظفر اللہ خاں صاحب بالقابہ کا ایمان افروز خطبہ جمعہ

(از مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب انچارج احمدیہ مشن ہالینڈ)

مکرم ۱۸ رجولائی کو مکرم جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب بالقابہ نے مسجد احمدیہ ہالینڈ میں ایک بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ آپ کے اس خطبہ کا خلاصہ اپنے الفاظ میں درج ذیل کیا جاتا ہے۔

تشہد اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد آپ نے فرمایا کہ موجودہ حالات نے تھوڑے سے ہی عرصہ میں ایسا زبردست پلٹا کھایا ہے کہ صورتِ حال بہت نازک ہو گئی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دنیا تباہی کے کنارے پہنچ گئی ہے۔ ان خطرناک حالات نے جہاں عوام کو پریشان کر رکھا ہے وہاں ان لوگوں کو بھی ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ہے جو صاحبِ اختیار ہیں اس وقت ان کا درست اقدام سارے عالم کے لئے مژدہ جانفزا ثابت ہو سکتا ہے۔ اور ان کی معمولی سی لغزش سب کے لئے تباہی اور بربادی کا پیغام لا سکتی ہے۔ ہم اگرچہ ان لوگوں میں سے نہیں ہیں، جو ان حالات کے بارہ میں فیصلہ کرنے کے مجاز ہیں۔ تاہم ہمارا بھی یہ فرض ہے۔ کہ اس ناگہانی مصیبت سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے مقدور بھر کوشش کریں۔ کیونکہ اگر صورتِ حال اور زیادہ خطرناک ہو گئی۔ تو اس کے بُرے اثرات سے ہم بھی محفوظ نہیں رہ سکیں گے۔ مجھے یقین ہے۔ کہ اگر ہم کمر ہمت باندھ لیں تو ان لوگوں کو صحیح فیصلہ پر پہنچنے میں مدد کر سکتے ہیں جو اس کا فیصلہ کرنے کے مجاز ہیں۔ ہم دعا، ذکر الٰہی اور استغفار کے ذریعہ بنی نوع انسان کی وہ عظیم الشان خدمت سرانجام دے سکتے ہیں۔ کہ جس کی کسی اور جماعت میں طاقت و ہمت نہیں ہے۔ کیونکہ ہمارا خدا زندہ ہے۔ ہمارا مذہب زندہ مذہب ہے۔ ہماری تعلیم زندہ تعلیم ہے۔ ہمیں ہادیٔ اسلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ قرآن پاک جیسی عظیم المرتبت کتاب عطا کی گئی ہے جو ہر حالت میں ہماری رہنمائی کرتی ہے۔ اور جس نے موجودہ زمانہ کے مہیب صورتِ حالات کے متعلق ہمیں پہلے آگاہ کر دیا تھا۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آخری زمانہ کے پُر فتن حالات کا ذکر ہوا۔ تو آپؐ نے سورۂ کہف کی ابتدائی اور آخری آیات کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے ان کے گہرے مطالعہ کی طرف توجہ دلائی۔ اسلامی روایات کی رُو سے ہمارا زمانہ آخری زمانہ ہی ہے۔ دنیا کی عمر ایک لحاظ سے سات ہزار سال بتائی گئی ہے۔ اور یہ ساتواں ہزار سال گذر رہا ہے۔ اور سورہ کہف میں اسی پُر فتن زمانہ کا ذکر ہے۔

جب ہم سورہ کہف کا مطالعہ کرتے ہیں۔ تو جملہ حالات ہماری آنکھوں کے سامنے آجاتے ہیں۔ بلکہ ساتھ ہی ان کا علاج بھی موجود پاتے ہیں۔ سورہ کہف کے آخری رکوع کی ابتدائی آیت افحسب الذین کفروا ان یتخذوا عبادی من دونی اولیاء سے ظاہر ہے کہ ان مصائب کی پہلی وجہ یہ ہے کہ شرک بہت پھیل گیا ہے لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے بندوں کو معبود بنا کر ظلم عظیم کا ارتکاب کیا ہے۔ عیسائی صاحبان نے حضرت مسیح علیہ السلام کو خدائی کا درجہ دے کر ان کی پرستش کو نہ صرف جائز قرار دے لیا ہے بلکہ اس کو اپنا جزو ایمان اور مذہب کی بنیاد قرار دے لیا ہے۔

دوسری وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ لوگ دین کی طرف سے بالکل غافل ہو کر مادیت کی طرف بہت جھک گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قل ھل ننبئکم بالاخسرین اعمالاً الذین ضل سعیھم فی الحیٰوۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعاً۔ کہ نہ صرف وہ مادیت کی طرف جھک ہی گئے ہیں بلکہ وہ اپنے اس فعل پر اتراتے بھی ہیں۔ گویا انہوں نے بڑا تیر مارا ہے حالانکہ وہ نہیں جانتے کہ دراصل اُنہوں نے بہت بڑا خسارہ اُٹھایا ہے۔ یعنی وہ اس روحانی روشنی سے محروم ہو گئے ہیں۔ جو ان کی ہدایت کا باعث ہُوا کرتی تھی۔ اور ان کی اخلاقی۔ ملکی اور ملی رہنمائی کا موجب ہوتی تھی۔

تیسری وجہ ان مصائب کی یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کی ہدایت کے لئے اپنے فرستادہ کو بھیج کر جو سامان پیدا فرمائے انہوں نے اس کا انکار کر کے ان سے فائدہ نہ اُٹھایا۔ نتیجہ یہ ہُوا کہ وہ غضب الٰہی کا مورد ہو گئے ہیں۔ لوگوں نے ہستی باری تعالیٰ کا بھی انکار کیا۔ اور قیامت کے دن کو بھی جھٹلایا۔ ان حالات کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اگلی آیات میں یوں فرمایا ہے کہ اولٰئک الذین کفروا بایات ربھم ولقائہ۔ ان آیات میں اس امر کی طرف صاف اور واضح اشارہ ہے کہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کا موعود ظاہر ہوگا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے نشانات اپنے ساتھ رکھتا ہوگا۔ اور یہ لوگ جو مسیح کو خدا ماننے والے ہیں۔ اس کا انکار کر کے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہوں گے۔

آپ نے فرمایا مذکورہ بالا باتوں کے پیدا ہو جانے کی وجہ سے غیرت الٰہی جوش میں آگئی۔ اور موجودہ مصائب کا سلسلہ شروع ہوا۔ تا انسانوں کو تنبیہ کی جائے اور تا وہ اپنی کوتاہیوں اور لغزشوں پر آگاہ ہوتے ہوئے دل کی بیماری کو پہچانیں۔

سورہ کہف کی آخری آیات پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس رحیم و کریم خدا نے محض اپنے فضل اور احسان سے اس بیماری کا علاج بھی ساتھ ہی بتلا دیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فمن کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا

کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی ہستی اور قیامت کے روز اس کی ملاقات کی امید رکھتا ہے۔ یعنی ان سب باتوں پر ایمان لاتا ہے اور اسے چاہیئے کہ وہ اعمال صالحہ بجا لاتا رہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی قسم کا کوئی شریک نہ ٹھہرائے۔ اس جگہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں علاج کے طور پر اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی ہے اور بتلا دیا کہ ان باتوں پر عمل کرنے والا مصائب اور مشکلات سے ہمیشہ نجات پاتا رہے گا۔

آپ نے فرمایا کہ دراصل یہی نصب العین ہے۔ جس کے لئے ہماری جماعت کا قیام عمل میں آیا ہے۔ اور یورپ میں ایسے مراکز قائم کرنے کی ضرورت پیش آئی ہے۔ ہماری جماعت سراسر تبلیغی جماعت ہے۔ اور ہمارا فرض ہے کہ ہم اس فریضہ کو سرانجام دینے کی طرف خاص طور پر متوجہ ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کے پیغام کو اکنافِ عالم میں پہنچا کر دنیا کو مصائب اور آلام سے نجات دلائیں۔ اسے شرک اور بدعت سے چھڑا کر اللہ تعالیٰ کی توحید کے جھنڈے تلے جمع کریں۔

دوسری ذمہ داری ان پُر فتن حالات میں ہم پر یہ عائد ہوتی ہے کہ ہم دعا اور استغفار کی طرف زیادہ توجہ دیں۔ اور اپنے نفس کی اصلاح کریں۔ یہ امر بھی بہت اہم ہے۔ اگر ہم فی الواقعہ چاہتے ہیں کہ دنیا کو ان مشکلات سے نجات دلائیں۔ تو ان دو امور پر خاص طور پر ہمارے لئے عمل کرنا ضروری ہے۔

یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے۔ کہ جب غیرت الٰہی جوش میں آچکی ہے اور دنیا پر مصائب اور مشکلات کے بادل چھائے ہوئے ہیں۔ تو اب اس سے نجات کی کیا صورت کیونکر ممکن ہے۔ کیونکہ بیشتر بندوں کی بے عملی کی سزا تو انہیں مل کر ہی رہے گی۔ اس کے جواب میں اسلامی نظریہ کا سمجھنا از بس ضروری ہے اسلام اس کے جواب میں کہتا ہے۔ کہ ہمارا خدا ایسا نہیں کہ جس کا مقصد ہی بندوں کو عذاب دینا ہو۔ جسے اتنی قدرت بھی نہ ہو کہ وہ ایک راہ راست پر آتے ہوئے بندے کو معاف کر سکے۔ اسلام کا خدا ایک قادر و توانا خدا ہے۔ جو توبہ کرنے والوں کی غلطیوں سے درگذر فرماتا ہوا انہیں معاف کر سکتا ہے۔ وہ تو بندوں کی اصلاح چاہتا ہے۔ جب انسان اپنے قصور وار اور غلطیوں سے توبہ کر کے اور ان سے کنارہ کش ہو کر رحمت الٰہی کی چادر ڈھانپ لیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ رحمتی وسعت کل شیء۔ کہ میری رحمت سب اشیاء پر محیط ہے۔ ایک دوسری جگہ فرمایا وکتب علی نفسہ الرحمۃ۔ کہ بندوں پر رحم کرنا خدا تعالیٰ نے اپنے ذمہ فرض کر لیا ہے۔ پس اصل تو رحمت ہی ہے۔ عذاب تو محض بطور سزا کے اس کے قانون کی نافرمانی کرنے والوں کے لئے رکھا گیا ہے۔ اس لئے جب لوگ اصلاح کی طرف متوجہ ہوں گے۔ تو اللہ تعالیٰ بھی ان پر چادر رحمت ڈال دے گا۔ جیسے فرمایا۔ لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید۔

آخر پر آپ نے روزہ داران ظاہری جماعت کو توجہ دلاتے ہوئے فرمایا اگرچہ

ہم ان حالات کو بدلنے پر قادر نہیں ہیں۔ مگر ہم دعا۔ استغفار اور ذکر الٰہی کرنے پر ضرور قادر ہیں جس سے بڑی سے بڑی تقدیریں بھی بدل جایا کرتی ہیں۔ اور مجھے یقین کامل ہے کہ ہمارا زندہ خدا ہماری دعاؤں اور ہماری گریہ وزاری کو سنکر بنی نوع انسان پر رحمت کی بارش نازل فرمائے گا۔ اور کشائش اور فراخی کے راستوں کو کھول دے گا۔

یہ ایام خاص ایام ہیں۔ پس آؤ ہم سب مل کر اپنے فرض کو پہچانتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے پیغام کو دنیا تک پہنچانے کے لئے پوری جدوجہد کریں۔ دعا استغفار اور ذکر الٰہی کے ذریعہ اس کی رحمت کو زمین پر کھینچ لائیں۔ تا دنیا تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بچ جائے۔ آؤ مل کر اللہ تعالیٰ کے ذکر کو ہم بلند کریں۔ تا انسانیت کا نام بھی بلند ہو۔ اور دنیا میں ہر طرف امن اور سلامتی کا دور دورہ ہو۔ اگرچہ ہم ایک چھوٹی سی جماعت ہیں۔ مگر یہ امر یقینی ہے۔ کہ اس طریق سے ہم ساری دنیا کی نجات کا باعث ہو سکتے ہیں۔

جماعت احمدیہ کی تبلیغی جدوجہد

مندرجہ بالا عنوان سے روزنامہ حقیقت لکھنؤ اپنی ۲۱ رجون ۱۹۵۸ء کی اشاعت میں حسب ذیل نوٹ لکھا:-

"جماعت احمدیہ قادیان کے مذہبی عقائد سے خواہ کسی کو کتنا ہی اختلاف ہو مگر یہ ماننا پڑیگا کہ کس مستعدی، تنظیم اور صرف کثیر کے ساتھ یہ جماعت سالہا سال سے دنیا کے ہر گوشہ میں اسلام کی تبلیغ کر رہی ہے اس طرح مسلمانوں کی اور کسی جماعت کی طرف سے بھی تبلیغ کا کام نہیں ہو رہا ہے دوسری جماعتوں کی طرح احمدی جماعت (قادیان) کی بنیاد بھی اسلام ہی ہے غیر احمدی اور احمدی میں بڑا اختلاف ختم نبوت کے متعلق ہے جسکی احمدی حضرات تاویلیں کرتے ہیں ان سے کسی کی تشفی ہو یا نہ ہو مگر یہ واقعہ ہے کہ ہر احمدی رسول اللہ ہی کو اپنا ہادی برحق سمجھتا ہے اور رسول ہی کے لائے ہوئے اسلام کی تبلیغ کرتا ہے پھر احمدی مبلغوں کی تبلیغ سے جو لوگ مسلمان ہوتے ہیں وہ بہر صورت اسلام ہی قبول کرتے ہیں کوئی دوسرا مذہب اختیار نہیں کرتے۔ صدر دفتر احمدیہ قادیان سے جو رپورٹ جماعت کی تبلیغی سرگرمیوں کے متعلق شائع ہوئی ہے اُسکے دیکھنے سے جماعت کی عظیم الشان خدمات کا صحیح اندازہ ہو سکتا ہے۔ (روزنامہ حقیقت لکھنؤ ۲۱ جون ۵۸ء)

منقولات

گائے اور ہندوستان

"پچھلے دنوں یہ قانونی مسئلہ سپریم کورٹ میں پیش ہوا کہ آیا ہندوستان میں گائے کشی قانوناً قطعی ممانعت ہے یا نہیں۔ کیونکہ اکثر صوبہ جات مثلاً یوپی سنٹرل انڈیا اور پنجاب وغیرہ میں گائے کے کاٹنے کی قطعی ممانعت ہے۔ اس مسئلہ پر سپریم کورٹ نے فیصلہ دیا کہ ناکارہ اور معمر بیلوں کے کاٹنے پر پابندی عائد نہیں ہو سکتی۔

گائے یا بیلوں کے کاٹنے پر ملک میں اس وقت تین قسم کے خیالات کے لوگ ہیں (۱) ہندو جو گائے کے کاٹنے کے قطعی خلاف ہیں۔ کیونکہ گائے کو ہندوؤں میں ماں کا درجہ دیا گیا ہے۔ (۲) مسلمان اور عیسائی جو گائے کے کاٹنے پر پابندی لگانے کے قطعی خلاف ہیں۔ اور یہ اس جانور کو کاٹنا اپنا حق سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ان کے مذاہب میں گائے کا گوشت کھانا حلال ہے اور (۳) ہندوؤں اور مسلمانوں کا سیاسی اور اقتصادی طبقہ جو اس کے حق میں ہے کہ دودھ کی کمی کے خیال سے چند برس تک یا مستقل طور پر ہی گائے کے کاٹنے کی قانوناً ممانعت ہو جب تک کہ یہ دودھ دیتی ہے۔ اور ناکارہ یا ضعیف نہیں ہو جاتی اور عمر کے ایک حصہ پر پہنچنے کے بعد اس کے کاٹنے کی قانوناً اجازت ہو کر اقتصادی لحاظ سے ہندوستان کو چمڑے کی ضرورت ہے اس کے علاوہ گائے اور بیل کا زندہ رہنا چارہ اور غلہ کے لحاظ سے ملک پر یہ ایک بوجھ ہو گا۔ چنانچہ یہ مسئلہ ملک کے ان تین قسم کے خیالات کے لوگوں میں کشمکش کا باعث ہے اور ابھی حال ہی میں یو۔پی کی اسمبلی میں اس مسئلہ پر بحث بھی ہوئی۔

گائے یا بیل انسان کے لئے کس قدر مفید ہے اس کو ان حصول میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(۱) گائے یا بیل کے دماغ کے پاس پچوٹری گلینڈ سے ایک دوائی تیار ہوتی ہے جو انسان کے قد کو زیادہ طویل کرنے کے لئے مفید ہے۔ یعنی چھوٹے قد کے لوگوں کا اس سے علاج کیا جاتا ہے۔

(۲) سینگوں سے سینکڑوں اشیاء مثلاً چاقو۔ چھریاں اور دوسری اشیاء کے دستے تیار ہوتے ہیں۔

(۳) کانوں سے تصویر کشی کے برش تیار ہوتے ہیں۔

(۴) چمڑے سے جوتے۔ سوٹ کیس۔ زین اور فوجی پیٹیاں وغیرہ تیار ہوتی ہیں۔

(۵) پھیپھڑوں سے دل کو تقویت دینے والی ایک دوائی تیار ہوتی ہے۔

(۶) پشت کے ایک گلینڈ سے ایک دوائی ایڈرنلین تیار ہوتی ہے۔ جو عورتوں کے ماہواری حیض کو باقاعدہ کرنے کے اعتبار سے مفید ہے۔

(۷) گائے کی بچہ دانی یعنی اووری سے ایک دوائی تیار ہوتی ہے جو عورتوں کے ماہواری حیض کو باقاعدہ کرنے کے اعتبار سے مفید ہے۔

(۸) گلے کے قریب تھائیرائیڈ گلینڈ سے ایک دوائی تیار ہوتی ہے جو بعض بیماریوں میں بے حد مفید ہے۔

(۹) پیراتھائیرائیڈ گلینڈ سے ہڈیوں میں لچک اور نرمی پیدا کرنے کے لئے ایک دوائی تیار کی جاتی ہے۔

(۱۰) جگر سے دوائی تیار ہوتی ہے۔

(۱۱) جسم کے نیچے کے حصے میں سے پینکریز حاصل ہوتی ہے جو ذیابیطس کے لئے مفید ہے۔

(۱۲) انتڑیوں سے تانت تیار ہوتی ہے

(۱۳) اس کے تھنوں سے سوالی پاکس کی دوائی تیار ہوتی ہے۔

(۱۴) دودھ۔ مکھن۔ دہی۔ چھاچھ۔ کریم۔ پنیر۔ آئس کریم۔ اور چاکولیٹ وغیرہ کھانے پینے کی سینکڑوں اشیاء تیار ہوتی ہیں۔

(۱۵) اور اس کا گوشت۔ جگر۔ گردے وغیرہ کھانے کے کام آتے ہیں اور بیل ایسے جانور ہیں جو اگر زندہ رہیں تو تب انسان کے لئے بے حد مفید ہیں۔ اور ان کے کاٹنے یا مرنے کے بعد ان سے سینکڑوں اشیاء تیار ہوتی ہیں جو انسان کے لئے بے حد ضروری ہیں۔

گائے اور بیل کی اس پوزیشن میں اور پھر اس حالت میں جب کہ ہندوستان میں دودھ کی بہت ہی کمی ہے۔ جوان اور کارآمد گائے یا بیلوں کو کاٹنا ملک کے ساتھ ظلم ہے اور ہندوؤں۔ مسلمانوں سکھوں اور عیسائیوں وغیرہ تمام اقوام کا فرض ہے کہ وہ گائے کی نسل کو زیادہ کرنے کے اعتبار سے امداد کریں اور تعاون کا ثبوت دیں۔ مگر جس صورت میں کہ ملک کو چمڑے وغیرہ کو بھی بے حد ضرورت ہے اور اس کے بغیر کوئی مشینری بھی نہیں چل سکتی۔ مناسب ہے کہ ہم عقلمندی اور عاقبت اندیشی کا ثبوت دیتے ہوئے ناکارہ اور معمر گائے اور بیل کے کاٹنے پر پابندی عائد نہ کریں اور ان جانوروں کی عمر کے ایک حصے پر پہنچنے کے بعد ان کو ذبح کیا جائے تاکہ یہ جانور ہلاک ہونے کے بعد بھی انسان کے لئے مفید ہو سکے۔ اور جہاں تک بے رحمی کا سوال ہے انسان پیدائشی طور پر بے رحم۔ خود غرض اور سفاک ہے۔ بکرے بکریوں۔ مرغیوں اور دوسرے سینکڑوں جانوروں کو اپنے پیٹ کے لئے ہلاک کر کے ظلم کرتا ہے اور سوسائٹی نے اسے جائز قرار دے لیا ہے تو گائے کے کاٹنے کو بے رحمی قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ جان۔ زندگی اور دکھ اور سکھ کا احساس تو سب میں ایک جیسا ہی ہے۔ ان میں کوئی فرق نہیں" (ریاست دہلی ۱۸ جون)

رپورٹ کارگذاری دفتر زیارت مقامات مقدسہ قادیان

بابت ماہ جولائی ۱۹۵۸ء

عرصہ زیر رپورٹ (یکم تا ۳۱ رجولائی) آمدہ زائرین کی تعداد :- ۸۱۰

" " " پیشکردہ لٹریچر (اردو۔ ہندی۔ گورمکھی۔ انگریزی) ۲۱۵

اب تک کل آمدہ زائرین کی تعداد ۱۲۱۹۶۷

" تقسیم کردہ لٹریچر کی تعداد ۲۷۰۵۹

معزز زائرین میں ہر طبقہ کے لوگ تھے مثلاً زمیندار۔ تاجر۔ ملازم وغیرہ

دفتر زائرین میں "رائے بک" جس پر بعض زائرین اپنی رائے درج فرماتے ہیں رکھی ہے۔ ۵ جولائی میں ایک ہندو گورنمنٹ آفیسر کی رائے اور تاثرات جو انہوں نے کتاب مذکور میں تحریر فرمائے درج ذیل ہیں:-

"جماعت احمدیہ کے ممبران کے ساتھ دو گھنٹے مجھے سیر کا شرف حاصل ہوا۔ مولوی اللہ دین صاحب، شیخ عبدالحمید صاحب اور حکیم خلیل احمد صاحب نے ہمیں جماعت احمدیہ کے عقائد سے آگاہ فرمایا کہ تمام مذاہب کے پیغمبر خدائی نور لے کر آتے ہیں۔ اور امت احمدیہ تمام مذاہب کے پیغمبروں۔ اوتاروں اور بزرگوں کی عزت کرتی ہے۔ بین الاقوامی اتحاد کا پرچار۔ تمام انسانوں سے محبت اور انسانی قلوب میں پیدہ شدہ نفرت کے خلاف جہاد کرتی ہے۔ قائم شدہ حکومت کی فرمانبردار ہے۔ میں اپنے تمام دوستوں کا جنہوں نے اپنے عقائد پر روشنی ڈالی شکریہ ادا کرتا ہوں اور تمام عقائد کی عزت کرتا ہوں"۔

زائرین کو دفتر میں بیٹھا کر قادیان کے مخصوص حالات اور موعود اقوام عالم کی اس مقدس ہستی میں آمد کی خوشخبری سنا کر مقامات مقدسہ کی زیارت کرائی جاتی رہی۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

جماعت احمدیہ اور حکومت شام

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

ہندو پاک کے اکثر اردو اخبارات نے گذشتہ ماہ ایک خبر پہ ایک قسم کی "فاتحانہ مسرت" کا اظہار کیا تھا۔ وہ خبر یہ تھی کہ جماعت احمدیہ مصر و شام میں خلاف قانون قرار دے دی گئی۔ ان کی جائدادیں ضبط کی گئیں اور اس کے اجتماعوں پر پابندی عائد کر دی گئی۔ پاکستان کے بعض اخبارون نے تو اس خبر کے سنتے ہی "حکومت پاکستان" کو بھی شامی گورنمنٹ کے نقش قدم پر چلنے کی نصیحت شروع کر دی۔

حریت ضمیر کی مخالفت در اصل صحافیوں کا یہ رویہ اسی ذہنیت کی "عکاسی" ہے۔ جو "لا اکراہ فی الدین" جبر و تشدد اور "قہر و استبداد" کے بیلیے ہیں پہ پرورش پاتی ہے۔ اور جوان "شرانگیز" علماء کا انداز فکر ہے۔ ان علماء کی مثال سمندر کی اس مچھلی کی سی ہے جو ہمیشہ چھوٹی مچھلیوں کو نگلنے کے لئے سرگرداں رہتی ہے۔ وہ "برنچ سٹیلا" "بقاء باہمی" اور "مشترکہ زندگی" کی اہمیت سے اتنے ہی نا واقف ہیں جتنے "مردم خور" انسانیت و آدمیت کے مفہوم سے۔

بعض مقالہ نگار نے تو اس خبر کے سنتے ہی خوشی کے مارے بغلیں بجانی شروع کر دیں اور اس خبر پہ حاشیہ پر حاشیہ چڑھانے لگے۔ کبھی اسے دنیائے عرب کی بیداری، کبھی "مجلس مذاکرہ" لاہور کی برکت اور کبھی حکومت شام و پاکستان کے سیاسی اختلاف کا نتیجہ قرار دیا۔ روزنامہ "انقلاب" بمبئی کے مقالہ نگار قاضی اطہر صاحب مبارک پوری نے اس خبر پہ اظہار خوشی کرتے ہوئے اپنے انہیں نتائج فکر کا اظہار کیا۔

لیکن جب چند ہی دنوں کے بعد جناب وکیل التبشیر صاحب ربوہ نے الفضل میں ان اخبارون کے خلاف ایک وضاحتی بیان شائع کیا اور اس خبر کی تردید کی۔ تو میں نے الفضل کی وہ اشاعت اپنے ایک نوٹ کے ساتھ روزنامہ "انقلاب" کو بھیجی اور کہا کہ اس خبر کی تردید کر دیں۔ مگر آج تک وہ تردید شائع نہیں ہوئی۔

اس کے ساتھ ہی میں نے شامی سفارت خانوں اور ہوم منسٹر شام کو بھی خطوط لکھے۔ اور ہر خط کے ساتھ "انقلاب" کا تراشہ عربی ترجمہ کے ساتھ منسلک کر دیا۔ دہلی اور بمبئی کے سفارت خانوں کو تو خطوط مل چکے ہیں۔ اس لئے کہ رجسٹری کی اطلاعی رسید واپس آ گئی ہے۔ البتہ ہوم منسٹر شام کی رجسٹری کی رسید ابھی تک واپس نہیں آئی ہے۔

میرے ان خطوط کے دوسرے ہی دن "بغداد" میں انقلاب آ گیا۔ اس لئے مجھے خیال آیا کہ شاید ان خطوط کے جواب میں دیر ہو۔ اس لئے اپنے ایک دوست سید عبد اللہ شامی کو ان کے گھر کے پتہ پر "حمص" ملک شام ایک خط روانہ کیا۔ اور حقیقت حال کی وضاحت چاہی۔ ان کا جواب ۲ اگست کو مجھے موصول ہو گیا۔ اور وہ لکھتے ہیں کہ:۔

"وکیل التبشیر ربوہ کا بیان بالکل درست ہے۔ یہ نزاع در اصل جائداد کا مقدمہ ہے اور "مدیر الاوقاف" کی درخواست پر ہوم منسٹر شام نے ہمارا دمشق والا مرکز بند کرا دیا ہے اس کا جماعت احمدیہ کے غیر قانونی قرار دیئے جانے سے کوئی تعلق نہیں۔"

یہ ایک ثقہ، دانشور اور معاملہ فہم آدمی کی چشم دید اطلاع ہے۔ یہی بات جناب وکیل التبشیر ربوہ نے بھی بیان کی ہے اب اس قصہ کی نوعیت وہی ہو جاتی ہے۔ جو ہندوستان میں بہت سی مساجد، مدارس اور خانقاہ کی ہوتی رہتی ہے۔ "برٹش انڈیا" اور "آزاد ہند" دونوں زمانوں میں ایسے ہزاروں واقعات ملیں گے کہ کسی نزاع، حفظ امن یا قانونی مجبوری کے باعث کسی جماعت کا کوئی مخصوص ادارہ بند کرا دیا گیا۔ شیعہ، سنی، دیوبندی، بریلوی غرض ہر فرقے میں اس قسم کی بے شمار مثالیں ملیں گی۔ کیا ان میں سے کسی واقعہ کا حوالہ دے کر یہ کہنا جائز ہو گا کہ ہندوستان میں یہ جماعتیں غیر قانونی قرار دے دی گئیں!

ہمارے صحافیوں کی یہ "تنگ نظری" و "کوتاہ اندیشی" اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ یہ یہی "نظریات" لے کر دوسرے مذہبی نظاموں پہ اعتراض کرتے ہیں۔ اور خود "شیش محل" میں بیٹھ کر دوسروں پہ پتھر پھینکتے ہیں۔

قاضی اطہر صاحب مبارک پوری کی گل افشانی قابل داد ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ابھی تک علماء مصر و مشرق وسطےٰ کو جماعت احمدیہ کے عقائد و اعمال کا صحیح علم نہیں تھا۔ لیکن جب لاہور میں مجلس مذاکرہ منعقد ہوئی۔ اور اس میں شرکت کے لئے مصر و شام کے علماء بھی آئے تو انہیں جماعت احمدیہ کے صحیح عقائد و اعمال کا علم ہوا۔ اور شام جا کر وہاں کی حکومت کو حقیقت حال سے مطلع کیا۔ جس کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ خلاف قانون قرار دے دی گئی۔

قاضی صاحب کو معلوم نہیں کہ ممالک عربیہ میں جماعت احمدیہ ربع صدی سے مصروف جد و جہد ہے۔ اس راہ میں جماعت کو بڑی بڑی قربانیاں بھی کرنی پڑی ہیں۔ بڑے بڑے علماء کرام و مفتیان عظام اس کی مخالفت کرتے رہے ہیں۔ سابق مفتی اعظم امین الحسینی بھی کافر گوؤں میں تھے۔ انہیں جو جنرل نجیب کے عہد میں عہدۂ افتاء سے الگ کیا گیا۔ تو اس کی وجوہ میں ایک بات یہ بھی کہی گئی۔ کہ یہ مفتی صاحب مسلمان فرقوں پر کفر کا فتویٰ صادر کیا کرتے ہیں۔ اور مثال میں طائفہ احمدیہ کا بھی ذکر کیا گیا۔

اسی طرح جماعت احمدیہ کے ایک مبلغ مولانا جلال الدین صاحب شمس کو انہیں علاقوں میں خنجر بھی مارا جا چکا ہے۔ ہم قاضی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ جب وہاں کے علماء کو "مجلس مذاکرہ" سے پہلے جماعت احمدیہ کے صحیح عقائد و اعمال کا علم ہی نہیں تھا۔ تو یہ فتویٰ کفر و ارتداد کا اندھیر کیوں برپا کیا گیا؟ کیا آپ ہی کی طرح مصر و مشرق وسطےٰ کے تمام علماء بھی صرف "خواطر نفس" ہی کی باتیں کیا کرتے ہیں۔

مجلس مذاکرہ قاضی صاحب کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ لاہور کی "مجلس مذاکرہ" علماء کا کوئی بڑا کارنامہ تھا۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ مجلس محض ایک سیاسی آلۂ کار تھی۔ اور پاکستان و امریکہ کے ایک مکتب خیال کے سیاستدانوں نے صرف اپنے نظریات کا پروپیگنڈا کرنے کے لئے یہ مجلس بلائی تھی اور علماء کرام اپنی دیرینہ عادت اور قدیم خصوصیت کے مطابق "زیب مجلس" بنے۔ مجلس مذاکرہ کے متعلق "چراغ راہ" کراچی بابت جنوری ۱۹۵۸ء میں ہفت روزہ "لیل و نہار" لاہور کے حوالہ سے ایک خبر شائع ہوئی ہے وہ قابل غور ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ:۔

"اس مجلس کا انعقاد پاکستان کی یونیورسٹیوں کے زیر اہتمام ہوا ہے۔ اس سے پیشتر ۱۹۵۳ء میں "پرنسٹن" یونیورسٹی امریکہ اور امریکی کانگرس کے زیر اہتمام ایک بین الاقوامی اسلامی مجلس پرنسٹن میں منعقد ہو چکی ہے۔ اس کا مقصد مذہب کی آڑ میں ایک مخصوص سیاسی نظریہ کی مخالفت اور مسلمانوں کے سامنے اسلام کے ایک اور خود ساختہ نظریہ کی تبلیغ تھی۔ اسی سلسلہ کی دوسری کڑی یہ مجلس مذاکرہ لاہور ہے (جو ۲۸ دسمبر سے ۸ جنوری تک لاہور میں منعقد ہوئی) اب تک ۲۰ ممالک کے ۹۵ علماء اس مجلس میں شرکت کی دعوت قبول کر چکے ہیں۔ ان علماء کرام کی فہرست پہ نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ علماء کو دعوت دیتے وقت جو معیار مد نظر تھا۔ اس میں علمی صلاحیتوں کے علاوہ سیاسی رجحانات بھی کارفرما تھے۔

مجلس مذاکرہ کے متعلق بعض اخبارون خصوصاً "صدق جدید" میں جو طویل بیانات آتے رہتے ہیں ان کے بعد ذرا یہ حوالہ بھی پڑھ لیجئے۔ پھر یہ بات بڑی آسانی سے سمجھ میں آ جائے گی کہ یہ علماء کرام کتنی جلدی سیاستدانوں کی خود غرضی کی تکمیل کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں۔

ہم لوگوں پر تو اس مجلس کی غرض و غایت اسی وقت واضح ہو گئی تھی۔ جب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی صدارت اور پروفیسر محمد اسلم صاحب کے مقالہ کے خلاف سازش کی گئی۔ لیکن لاہور کے لیل و نہار نے تو یہ ہانڈی چوراہے پر پھوڑ دی۔

قاضی صاحب یہ بھی لکھتے ہیں کہ "مجلس مذاکرہ" سے واپس ہوتے ہوئے کوئی شامی عالم بمبئی بھی آئے تھے۔ اور وہ یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات کا مجموعہ "تذکرہ" کتب فروشوں کے پاس ڈھونڈتے پھرتے تھے۔ مگر انہیں یہ کتاب کہیں نہیں ملی۔

قاضی صاحب کے اس گمراہ کن رویئے پر حیرت بھی اظہار نفرت کر رہا ہے۔ چونکہ قاضی صاحب مجھے خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔ "تذکرہ" ڈھونڈنے والے کو اگر "دار التبلیغ" بھیج دیتے تو بیچارے ایک غیر ملکی نو وارد کو اس طرح در در بھٹکنا نہ پڑتا اور وہ بے نیل مرام واپس نہ جاتے۔

قاضی صاحب نے اس خبر پر ایک اور حاشیہ چڑھایا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ اس وقت "شام و پاکستان" کے درمیان جو سیاسی اختلاف پایا جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ اس اختلاف نے بھی حکومت شام کو اس نیک اقدام پر مجبور کیا ہو۔ یعنی قاضی صاحب کے نزدیک دو ملکوں کے سیاسی اختلاف کی بناء پر ایک امن پسند مذہبی اقلیت کو نقصان پہنچانا جائز ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اتنی خدائے پاک کسی کو اس وقت تک اس کے منصب سے نہیں اتارتا جب تک وہ خود یہ صلاحیت نہ کھو دے۔ اگر خدانخواستہ آج قاضی صاحب کو "عہدۂ قضا" مل جائے تو کسی دینی اقلیت کو دنیا میں سر چھپانے کی بھی جگہ نہ ملے۔

یہ تو پہلے ہی جناب وکیل التبشیر ربوہ اور سید عبد اللہ صاحب شامی کے بیانات سے معلوم ہو چکا ہے کہ حکومت شام نے جماعت احمدیہ کو خلاف قانون قرار نہیں دیا ہے۔ اور اخبارات کا یہ بیان سراسر کذب و افتراء ہے۔ اس جگہ میں محترم "سفیر شام" متعین دہلی کے سیکنڈ سیکرٹری کے ایک خط کا حوالہ بھی دینا ضروری سمجھتا ہوں جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حکومت شام کی بنیاد "اکراہ فی الدین" پر نہیں بلکہ "لا اکراہ فی الدین" پر ہے۔ اور مذہبی امور میں گورنمنٹ شام اور جماعت احمدیہ ایک ہی اصول پر کاربند ہیں۔ اور انشاء اللہ عرب دنیا میں جوں جوں بیداری آتی جائے گی۔ یہ اصول مقبول ہوتے جائیں گے۔

جماعت احمدیہ کا دائرہ وسیع ہوتا جائے گا۔ اور قاضی صاحب کا حلقہ سکڑتا جائے گا۔

محترم سفیر شام متعینہ دہلی کو جناب ناظر صاحب امور عامہ قادیان نے بھی اس خبر کے متعلق ایک خط لکھا تھا۔ اس کے جواب میں "سفیر شام کے سیکنڈ سیکرٹری لکھتے ہیں کہ:۔

"سفارت خانے نے یہ خبر نہیں دیکھی اگر آپ یہ خبر بھجوا دیں تو باعث شکر گذاری ہوگی۔ تاہم میں یقین دلاتا ہوں کہ متحدہ عرب جمہوریہ میں تمام جماعتوں کو پورے طور پر "مذہبی آزادی" اور "شہری حقوق" حاصل ہیں۔ اور اس میں کسی جماعت کی تفریق نہیں"۔

اس کے بعد ہم کہتے ہیں کہ یہ تو حقیقت ہے اور اگر خدانخواستہ اس واقعہ کے خلاف بھی ہوا ہوتا تب بھی ہم ان حق دشمنوں کو کبھی فاتحانہ نعرہ لگانے کا موقعہ نہیں دیتے بلکہ ہم اسی وقت نئے عزم و ہمت سے معمور نئی قوت عمل سے لبریز اور نئے جذبہ ایثار سے مخمور ہو کر نکلتے۔ اس وقت ہم پر یہ معرعہ صادق آتا ہے۔

اتنا ہی یہ اُبھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے

اور یقیناً ہماری یہ بلندی دیکھ کر ان بیچاروں کو اپنی پستی کا اور زیادہ احساس ہوتا۔

یہ تو ظاہر ہے کہ اس وقت صحافت کی بنیاد دین پر ہے نہ اخلاق پر۔ اور اگر کوئی صحافی یہ دعوے کرے تو خود اس کے ماحول میں ہی اس کا یہ دعوے مجروح ہو جاتا ہے۔ اس لئے اگر انہوں نے ایک غلط خبر شائع کر کے ایک مظلوم اقلیت کو نقصان پہنچانا چاہا تو ہم ان کو دین و اخلاق کا واسطہ دے کر راہ راست پر نہیں لا سکتے۔

البتہ ان صحافیوں کا دعویٰ "اردو ادب" کی خدمت کا ضرور ہے۔ تو کیا "اردو ادب" دروغ بافی و افترا پردازی کی دعوت دیتا ہے؟ اور کیا یہی لوگ "اردو ادب" میں "صحت مند لٹریچر" کا اضافہ کر رہے ہیں؟

قادیان میں تیراکی کا انعامی مقابلہ

قادیان ۲۶ راگست۔ پچھلے دنوں مکرم حافظ عبدالرحمٰن صاحب پشاوری درویش قادیان کی خواہش و ترغیب پر مقامی ۱۴ احمدی نوجوانوں نے تیراکی کے مقابلہ میں حصہ لیا۔ اس مقابلہ میں حصہ لینے والوں کو بھیجی میاں محمد عبداللہ صاحب بُھیجی مرحوم سے لیکر ملہ نہو کے پل تک جس کا درمیانی فاصلہ قریباً دو فرلانگ بنتا ہے تیر کر جانا تھا۔ چنانچہ اس مقابلہ میں عزیز محمد علاؤ الدین حیدرآبادی متعلم مدرسہ احمدیہ اوّل اور عزیز عبدالحمید ابن حافظ سخاوت علی صاحب شاہجہانپوری دوم اور فضل الٰہی صاحب گجراتی درویش سوم آئے ۔

مکہ مکرمہ کی آتشزدگی

جبکہ کرۂ ارض کے تمام گوشوں سے پہنچ آئے ہوئے ہوئے زائرین حرم بیت اللہ کے چاروں طرف نماز عشاء ادا کر رہے تھے۔ اچانک باب العمرہ اور باب الواسطیہ (یہ حرم کے دو دروازے ہیں) کے درمیان کچھ بچوں۔ عورتوں اور مردوں کا شور سنائی دیا۔ اتنے میں نماز پوری ہوئی اور امام حرم نے سلام سے نماز کو ختم کیا۔ تمام لوگ شور و غل کی طرف متوجہ ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک مکان سے دھوئیں کے بادل اُٹھ رہے ہیں۔ دو چار منٹ ہی گذرے ہوں گے کہ یہ دھواں آگ کے شعلوں میں تبدیل ہو گیا۔ یہ صورت حال دیکھ کر ہزاروں لوگ اس طرف دوڑے ان میں سے اکثر وہ حضرات تھے جن کے گھر اس مکان کے ارد گرد تھے اور بہت سے صرف اس لئے بھاگے کہ اس آگ کو بجھانے میں مدد دیں اور قریب کے گھروں میں جو بچے۔ بوڑھے اور عورتیں فریاد کر رہے ہیں۔ ان کی مدد کریں۔

لیکن آگ اتنی تیزی سے مشتعل ہوئی کہ پندرہ بیس منٹ کے اندر آٹھ دس مکانات اس کی لپیٹ میں آ چکے تھے اور اس کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا جا رہا تھا۔ اچانک آگ نے خوفناک شکل اختیار کر لی اور شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے اس صورت حال کو دیکھ کر حرم میں ہزاروں لوگ گڑگڑا کر رب حرم سے دعائیں کرنے لگے ان میں سینکڑوں رو رہے تھے اور ہزاروں کی حالت یہ تھی کہ کبھی وہ آسمان کی طرف نظریں اُٹھاتے کبھی بیت اللہ کی طرف اضطراب سے دیکھتے اور کبھی سجدے میں پڑ جاتے۔

آگ نے اور شدت اختیار کی اور دیکھتے ہی دیکھتے بیس پچیس مکانات جلنے لگے۔ اس عالم میں یہ خطرہ یقینی سا معلوم ہوا کہ اگر آگ عنقریب حرم پاک تک پہنچ جائے گی جونہی زائرین حرم کو یہ احساس ہوا ان کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں ان کے اضطراب میں بے پناہ اضافہ ہو گیا۔ ہزاروں انسانوں نے رو رو کر اس آگ کے بجھنے کی دعائیں کیں۔ بعض یہ کہتے ہوئے سنائی دیتے تھے۔ اے رب ابراہیم! تو نے اپنے خلیل ابراہیم پر آگ ٹھنڈی کر دی تھی اس ابراہیم کے بنائے ہوئے گھر کو محفوظ رکھنے کے لئے اس آگ کو بجھا دیجیو۔ بعض کے الفاظ یہ تھے۔ اے رب البیت! اس گھر کی حفاظت کے صدقے اس آگ کو ٹھنڈی کر دے!۔ اور بعض تو دیوانہ وار بیت اللہ کی طرف لپکے اور اس کے پردوں کو تھام کر رو رو کر اس آگ کے بجھنے کی دعائیں کرنے لگے۔

لیکن آگ تھی کہ خوفناک دیو کی طرح اپنی [illegible] کا دائرہ وسیع کئے جا رہی ہے اور لحظہ بہ لحظہ یہ واقعہ بنتا نظر آ رہا ہے کہ حرم بیت [illegible] تک آ جائے گا اسے خطرہ کے پیش نظر حرم کی اس جانب سے تمام قرآن مجید الماریاں۔ غالیچے اور دوسرا سامان اُٹھا لیا گیا تھا۔

ادھر دوسری طرف حکومت سعودیہ کے مستعد افسر اور ملازمین فائر بریگیڈز کے ذریعہ آگ بجھانے میں مصروف تھے۔ لیکن ایک آتشزدگی کا علاقہ انتہائی گنجان تھا دوسرے گلیاں اتنی تنگ تھیں کہ وہاں پانی کی موٹروں اور فائر بریگیڈ کا جانا ممکن نہیں تھا اسپر ذمہ دار احکام نے فیصلہ کیا کہ فائر بریگیڈز حرم بیت اللہ میں داخل کر دیئے جائیں۔ چنانچہ باب السلام کی طرف سے فائر بریگیڈ نیز پانی کی موٹریں حرم محترم میں داخل کر دی گئیں۔ اور میزاب رحمت کے سامنے کے پورے علاقہ میں کھڑی کر دی گئیں۔

مستعد اور جانباز فوشی عملہ نے باب العمرہ کے اوپر کے مینار پر سے بڑے بڑے پائپوں کے ذریعہ پانی پھینکا۔ رات کے ۶ بجے (پاکستانی ٹائم ایک بجے) کا وقت تھا کہ امیر فیصل شاہ کے حکم سے مکہ مکرمہ پہنچے۔ انہوں نے حالات کا جائزہ لیا۔ کارکنوں کو نئے احکام دیئے اور دیر تک آگ بجھانے کے کام کی نگرانی کرتے رہے.....

بالآخر صبح کے قریب آگ کا زور اس حد تک ٹوٹا کہ وہ جس تیزی سے مکانات و دکانات کو نگلے جا رہی تھی۔ اس کی رفتار قدرے دھیمی پڑی اگلا پورا دن اسی تگ و دو میں گذرا۔ دوسری رات آگ بہت کم باقی رہ گئی تھی۔ تیسرے دن آگ بالکل ختم نظر آتی تھی۔ لیکن جب کسی جلے ہوئے مکان کا ملبہ اُٹھایا جاتا تو نیچے سے آگ کے شعلے نکلتے یہ حالت تقریباً پانچ چھ روز تک تھی۔

اس ہولناک آتشزدگی نے ۴۸ مکانات اور ۴۷ دکانیں ہڑپ کر لیں۔ جانی نقصان کے بارے میں غیر مصدقہ افواہیں بکثرت تھیں۔ لیکن ملبہ اٹھانے سے چھ لاشیں برآمد ہوئیں۔ جن میں سے پانچ سعودی عرب کے باشندے تھے اور ایک مصری زائر حرم۔ اور بعد میں ایک مجروح عربی فوت ہو گیا۔ (رب العزت ان سب کو درجہ شہادت عطا فرمائے۔ اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے)

سعودیہ عرب کے باشندے انتہا درجہ خوش قسمت ہیں کہ انہیں ایک ایسی حکومت میسر ہے جو بظاہر تو بادشاہت ہے۔ لیکن درحقیقت دنیا کی بے شمار جمہوریتوں سے زیادہ بہتر اور ہمدرد و غمخوار ہے۔

شاہ سعود نے امیر فیصل ولیعہد رئیس مجلس وزراء کو حکم دیا کہ جن لوگوں کے مکانات اور دکانیں جل گئی ہیں ان کے مکانات و دکانوں اور جملہ سامان کا پورا پورا معاوضہ ادا کیا جائے۔

اس شاہی فرمان کے بعد ایک مجلس ترتیب دی گئی جو مجروحین اور اس حادثہ سے متعلق لوگوں کی فوری ضروریات کا انتظام کرے اور اس کے ارکان حسب ذیل حضرات تھے۔

(۱) عالی الشیخ محمد بن لادن (۲) معادۃ الشیخ عبداللہ بن خنفان (۳) معادۃ الشیخ [illegible] نب توفیق

ایک دوسری کمیٹی زیر ترتیب ہے جو ان مکانات میں جلنے والے سامان کی قیمت کا فیصلہ کرے گی اور اسکی رپورٹ پر سب لوگوں کو معاوضہ ادا کر دیا جائے گا۔ مکانات اور دکانوں کے بارے میں حکومت نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ چونکہ یہ مکانات توسیع حرم کیلئے مخصوص علاقہ میں واقع تھے اس لئے جو مجلس توسیع حرم کے سلسلے میں گرائے جانے والے مکانات کی قیمتیں متعین کرنے کے لئے مقرر کی گئی ہے ان مکانات کی قیمتیں متعین کرنا بھی اس کا کام ہے۔

تیسری کوشش اس حادثہ کے نقصانات کی تلافی کی یہ اختیار کی گئی ہے۔ کہ پبلک فنڈ جمع کئے جا رہے ہیں۔ اس وقت تک حسب ذیل مقامات پر ریلیف کمیٹیاں بن چکی ہیں انہوں نے مندرجہ ذیل رقوم اس وقت تک جمع کی ہیں:۔

(۱) مکہ مکرمہ ۲۵۱۱۵۰ (سعودی ریال)
(۲) مدینہ منورہ (تا حال اطلاع موصول نہیں ہوئی)
(۳) جدہ ۸۵۲۳۴۵ (سعودی ریال)
(۴) طائف ۴۴۴۴۰۰ ″

اس فنڈ میں شاہ سعود نے اپنی جیب خاص سے ۰۰۰۰۰ ۲ ریال عطیہ دیا۔

شاہ سعود کو اس حادثہ میں اپنی محبوب رعایا سے کس قدر ہمدردی ہے اس کا اندازہ اس گفتگو سے ہوتا ہے جو شاہ نے السید محمد صالح جمال مدیر "الحراء" سے کی۔ انہوں نے فرمایا مجھے اگر سفر کے دوران شاہ اس حادثہ کی رات مغرب کے وقت ہی بیت اللہ کا طواف کر کے طائف روانہ ہوتے تھے) یہ اطلاع مل جاتی تو میں راستہ سے ہی واپس لوٹ آتا اس لئے کہ مجھ پر خدا اور شریعت کی طرف سے ایسا کرنا ہی واجب تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ ہماری مملکت کے باشندوں کا رشتہ ہم سے یہ ہے کہ جو عمر میں مجھ سے بڑے ہیں۔ وہ میرے باپ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جو ہم عمر ہیں وہ ہمارے بھائی ہیں۔ اور جو چھوٹے ہیں وہ میرے بیٹوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔

ہم پر واجب ہے کہ ہر حیثیت سے اپنے ان اعزہ کی مشکلات کو ملحوظ رکھیں اور جس قدر ہم میں استطاعت ہو ہم ان میں سے ہر شخص کیلئے زیادہ سے زیادہ اسباب راحت مہیا کریں"

شاہ سعود کے اس رویہ نے اس حادثہ میں شکار ہونے والوں کے دلوں کو موہ لیا ہے اور ان میں سے ہر ایک رب البیت کے حضور شاہ اور ان کی حکومت کے حق میں دعائیں کرتا سنائی دیتا ہے۔ اور ہر شخص کی زبان پر یہ کلمات جاری ہیں کہ شاہ سعود کی سخاوت اور ہمدردی نے ہمارے صدمات کو اتنا ہلکا کر دیا ہے کہ اب ہم ان کے برداشت کرنے کی ہمت پاتے ہیں۔

(بشکریہ "المنیر" لائلپور ۱۸ ۵۸ء)

ولادت ۔ مورخہ کو صبح ۸ بجے مکرم خلیل الرحمٰن صاحب محرر نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان کو ساتواں بچہ عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نو مولود کو والدین کیلئے قرۃ العین بنائے۔ آمین۔ (ادارہ)

کیا آپ کا نام فہرست میں شامل ہے؟

تحریک وقفِ جدید

(۱) اس مبارک تحریک میں مندرجہ ذیل طریق پر حصّہ لے کر آپ اپنے امام ایدہ اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہنے والے بنتے ہیں۔

(۲) اسلام کی تعلیم سے بے بہرہ لوگوں کو اسلام سے روشناس کرنے والوں میں شامل ہوتے ہیں۔

(۳) جو مسلمان اسلامی تعلیم سے دور جا پڑے ہیں انہیں اسلام پر پختہ کرنے کے موجب بنتے ہیں۔

(۴) جماعت احمدیہ کی مضبوطی۔ استحکام اور ترقی میں آپ حصّہ دار بنتے ہیں۔

اس طریق پر کہ

کم از کم ماہوار -/۸/ یا سالانہ -/۶ روپیہ چندہ ادا کریں۔

اپنی زمین کا ایک حصّہ وقف کریں۔

اپنی زندگی اس تحریک کے ماتحت وقف کریں۔

کیا آپ نے اس میں شمولیت اختیار کر لی ہے؟

خاکسار مرزا وسیم احمد انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

حصّہ جائیداد

موصی احباب کی توجہ کے لئے

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جاری فرمودہ نظام وصیت میں جن مخلصین جماعت کو شامل ہونے کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔ ان پر جس طرح حصہ آمد کی ادائیگی واجب ہے اسی طرح ان کے لئے حصّہ جائیداد بھی وصیت کے مطابق ادا کرنا ضروری ہوتا ہے۔

اکثر موصی احباب اس خیال سے کہ حصّہ جائیداد کی ادائیگی وفات کے بعد کر دی جائے گی اپنی زندگی میں اس کی ادائیگی کی طرف توجہ نہیں فرماتے۔ حالانکہ اگر غور کیا جائے۔ تو یہ بات سمجھ میں آ سکتی ہے۔ کہ اگر احباب اپنی زندگی میں اپنے ہاتھ سے حصّہ جائداد ادا کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہو جائیں۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ اور بہتر ثواب کے مستحق ہوں گے۔ اور ادائیگی کرنے والوں کے اپنے قلب میں بھی زیادہ بشاشت پیدا ہو گی۔ کہ انہوں نے ایک بڑی اور اہم ذمہ داری کو اپنی زندگی میں پورا کر دیا ہے۔ پس جماعت کے موصی دوستوں کو حصہ آمد کی باقاعدگی کے علاوہ جائیداد کی ادائیگی کی طرف توجہ فرمانی چاہیئے۔ تا وہ اپنی زندگی میں اس فرض کو ادا کر کے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بن سکیں۔

ناظر بیت المال قادیان

زکوٰۃ

صاحب نصاب دوستوں کی توجہ کے لئے

زکوٰۃ اسلام کے پانچ ارکان میں سے ہے جن میں سے کسی ایک رکن کو چھوڑنے والا مسلمان نہیں کہلا سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے جماعت کے بعض دوستوں کو مالی فراوانی عطا فرمائی ہے وہ صاحب نصاب ہیں اور ان پر زکوٰۃ کا ادا کرنا فرض ہے لیکن زکوٰۃ کی آمد کی طرف [illegible] سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب نصاب حضرات ادائیگی زکوٰۃ کی طرف اور عہدیداران وصولی کیلئے کما حقہٗ توجہ نہیں فرما رہے۔ زکوٰۃ غرباء یتامیٰ، مساکین اور بیوگان کا سہارا ہے۔

پروگرام دورہ مکرم مولوی محمد صادق صاحب ناقد فاضل انسپکٹر بیت المال

از ۵۸-۸-۳۱ تا ۵۸-۱۰-۲۰

مندرجہ ذیل جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے عہدیداران کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مولوی محمد صادق صاحب ناقد فاضل انسپکٹر بیت المال مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق از ۵۸-۸-۳۱ تا ۵۸-۱۰-۲۰ بغرض معائنہ حسابات و وصولی چندہ جات دورہ کریں گے۔ عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ سے توقع ہے کہ وہ اس سلسلہ میں مولوی صاحب موصوف سے پورا پورا تعاون فرمائیں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

نمبر شمار	روانگی از جماعت	تاریخ روانگی	رسیدگی در جماعت	تاریخ	کیفیت
۱	کلکتہ	۳۱-۸-۵۸	جھوکبنڈار	۱-۹-۵۸	
۲	جھوکبنڈار	۲-۹-۵۸	موسٰی بنی مائینز	۳-۹-۵۸	
۳	موسٰی بنی مائینز	۵-۹-۵۸	ٹاٹا جمشید پور	۶-۹-۵۸	
۴	ٹاٹا جمشید پور	۸-۹-۵۸	رانچی	۹-۹-۵۸	
۵	رانچی	۱۱-۹-۵۸	پٹنہ	۱۲-۹-۵۸	
۶	پٹنہ	۱۳-۹-۵۸	بنارس	۱۴-۹-۵۸	
۷	بنارس	۱۵-۹-۵۸	کانپور	۱۶-۹-۵۸	
۸	کانپور	۱۸-۹-۵۸	مودھا	۱۹-۹-۵۸	
۹	مودھا	۲۰-۹-۵۸	مسکرا	۲۱-۹-۵۸	
۱۰	مسکرا	۲۲-۹-۵۸	راٹھ	۲۳-۹-۵۸	
۱۱	راٹھ	۲۵-۹-۵۸	چرٹگاؤں	۲۶-۹-۵۸	
۱۲	چرٹگاؤں	۲۷-۹-۵۸	صالح نگر	۲۸-۹-۵۸	
۱۳	صالح نگر	۲۹-۹-۵۸	علی پور کھیڑہ	۳۰-۹-۵۸	
۱۴	علی پور کھیڑا	۱-۱۰-۵۸	ننگلہ گھنو	۲-۱۰-۵۸	
۱۵	ننگلہ گھنو	۳-۱۰-۵۸	سانڈھن	۴-۱۰-۵۸	
۱۶	سانڈھن	۵-۱۰-۵۸	بجے پور	۶-۱۰-۵۸	
۱۷	بجے پور	۷-۱۰-۵۸	کشن گڑھ	۸-۱۰-۵۸	
۱۸	کشن گڑھ	۹-۱۰-۵۸	آگرہ	۱۰-۱۰-۵۸	
۱۹	آگرہ	۱۰-۱۰-۵۸	بریلی	۱۱-۱۰-۵۸	
۲۰	بریلی	۱۲-۱۰-۵۸	شاہجہانپور	۱۲-۱۰-۵۸	
۲۱	شاہجہانپور	۱۴-۱۰-۵۸	سردار نگر	۱۵-۱۰-۵۸	
۲۲	سردار نگر	۱۶-۱۰-۵۸	امروہہ	۱۶-۱۰-۵۸	
۲۳	امروہہ	۱۷-۱۰-۵۸	بجوپورہ	۱۷-۱۰-۵۸	
۲۴	بجوپورہ	۱۸-۱۰-۵۸	انبیٹھ	۱۸-۱۰-۵۸	
۲۵	انبیٹھ	۲۰-۱۰-۵۸	میرٹھ۔ ایچ	۲۰-۱۰-۵۸	

مناظرہ بھدرک کے متعلق ضروری اعلان

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے دورہ اڑیسہ کے موقعہ پر [illegible] بھدرک (اڑیسہ) میں جو تحریری مناظرہ ہوا تھا اس کے متعلق مرکز سے نیز بہار و اڑیسہ کے مختلف دوستوں اور بعض جماعتوں سے بھی خطوط آ رہے ہیں کہ مناظرہ کب تک شائع ہو گا۔ اگرچہ اس بارہ میں دریافت کرنے والوں کو انفرادی طور پر بھی اطلاع دی جا چکی ہے۔ تاہم دیگر دوستوں کے شوق انتظار کو مدنظر رکھتے ہوئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مناظرہ مذکور کے صدر اعلیٰ محترم جناب مولوی محمد حنیف صاحب سابق ڈپٹی سپیکر اڑیسہ اسمبلی نے جانبین سے دو احباب کو منتخب کر کے اپنے ہاں [illegible] مناظرہ کی نقل کرا رہے ہیں۔ تاکہ طباعت کے لئے پریس میں بھجوائی جائے۔ لہٰذا نقل کا کام پایہ تکمیل کو پہنچ چکا ہے عنقریب طباعت کیلئے پریس کو دیا جائیگا۔ امید ہے کہ [illegible] ایک ماہ کے اندر مناظرہ شائع ہو کر دوستوں کی خدمت میں پہنچ جائیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

خاکسار [illegible] محمد زکریا احمدی [illegible] جماعت [illegible] (اڑیسہ)

جو سے [illegible] احباب اور عہدیداران اس طرف [illegible] توجہ دیکر فرض شناسی کا ثبوت [illegible] نصاب کی حساب فہمی ہو کر [illegible] زکوٰۃ کی رقوم مرکز میں بھجوا دی جائیں۔

ناظر بیت المال قادیان

خبریں

نیویارک ۲۲ اگست۔ اتحادی اسمبلی نے مشرق وسطیٰ کے متعلق عرب ملکوں کے ریزولیوشن کو اتفاق رائے سے منظور کر لیا ہے۔ کل رات جب عرب ملکوں کا ریزولیوشن پیش ہوا۔ تو روس اور ناروے کے نمائندوں نے اپنے اپنے ریزولیوشن کو واپس لینے کا اعلان کیا۔ عرب ملکوں کے ریزولیوشن میں یہ یقین دلایا گیا کہ جارڈن اور لبنان کے اندرونی معاملات میں بیرونی مداخلت نہ ہوگی۔ دس عرب ملکوں نے اس ریزولیوشن کی متفقہ طور پر حمایت کی تھی۔ اور اس میں لبنان اور جارڈن میں ایسے حالات پیدا کرنے کی ضرورت ظاہر کی گئی ہے۔ جس میں امریکہ۔ لبنان سے اور برطانیہ جارڈن اپنی فوجیں بلا سکے گا۔ ریزولیوشن میں مسٹر ہیمرشولڈ کو اختیار دیا گیا ہے۔ کہ وہ مشرق وسطیٰ میں قیام امن کے لئے نیا دورہ شروع کریں۔ عرب ملکوں کا ریزولیوشن اتفاق رائے سے منظور کر لئے جانے کی وجہ سے یہ سب واپس لے لئے گئے۔ عرب ملکوں کے ریزولیوشن میں مشرق وسطیٰ کی صورت حال کو مستحکم بنانے اور لبنان اور جارڈن سے بدیشی فوجیں ہٹانے کے مقاصد کا اظہار کیا گیا ہے۔ اسمبلی کے ۸۱ ممبروں میں سے ۸۰ نے اس پر ستاد کی حمایت کی۔ صرف ایک ملک کا نمائندہ غیر حاضر تھا۔ اتحادی اسمبلی میں اس طرح کا متفقہ فیصلہ شاذ و نادر ہی ہوا کرتا ہے۔ تمام ملکوں کے نمائندوں نے سات دن کی بحث کے بعد اس متفقہ فیصلہ پر اطمینان کا اظہار کیا ہے۔

لنڈن ۲۴ اگست۔ برطانیہ اور امریکہ دونو نے آج اعلان کیا کہ وہ ۳۱ اکتوبر سے ایک سال کے لئے جوہری تجربات کو بند کرنے کو تیار ہیں۔ بشرطیکہ روس اسی تاریخ سے ایٹمی تجربات پر بین الاقوامی پابندی کے بارے میں مذاکرات کے لئے تیار ہو جائے۔ دریں اثناء برطانیہ اپنے سابقہ پروگرام کے مطابق تجربات جاری رکھے گا۔

تائیپیہہ (فارموسا) ۲۵ اگست۔ فارموسا کی چیانگ کائی شیک حکومت اور کمیونسٹ چین کے بحری جہازوں میں مزید جھڑپوں اور کمیونسٹ چین کی طرف سے چیانگی جزیرہ کیموائے پر مزید گولہ باری کی اطلاعات ملی ہیں۔ امریکہ کے ساتویں بحری بیڑہ کو جو جزیرہ فارموسا کی حفاظت کے لئے تعینات ہے تیار رہنے کی ہدایات دی گئی ہیں امریکی بحری بیڑہ کی مدد کے لئے جاپان فلپائن اور جزیرہ ہوائی میں تعینات امریکی بحری جہازوں کے فارموسا پہنچنے کا امکان ہے۔ فارموسا میں ساتویں امریکی بحری بیڑے کے کمانڈر نے اعلان کیا ہے کہ بحری بیڑہ آئندہ ماہ کے شروع میں کومنتانگ بحری بیڑے کے ساتھ مل کر جنگی مشقیں کرے گا۔ ان مشقوں کا مقصد دونوں بحری بیڑوں میں رابطہ بڑھانا ہے۔ چیانگی سرکار کے ایک اعلان میں کہا گیا ہے۔ کہ کمیونسٹ چین کے ۴۰ بحری جہازوں نے جزیرہ کیموائے سے ۴۰ میل جنوب میں جزیرہ ٹینگ ٹنگ پر فوجیں اتارنے کی کوشش کی مگر چیانگی چین کے جہازوں نے انکی اس کوشش کو ناکام بنا دیا۔

نئی دہلی ۲۵ اگست۔ پتہ چلا ہے کہ کانگرسی ممبران پارلیمنٹ کی طرف سے غذائی پالیسی پر کڑی نکتہ چینی کے پیش نظر مرکزی وزیر خوراک شری اجیت پرشاد جین نے وزیر اعظم سے درخواست کی ہے کہ انہیں عہدہ سے سبکدوش کر دیا جائے۔ یہ پیشکش شری نہرو کے لوک سبھا میں غذائی صورت حال پر بحث میں مداخلت سے پہلے ہی کر دی گئی ہے بتایا گیا ہے کہ استعفیٰ ابھی منظور نہیں کیا گیا۔ وزیر خوراک یہ محسوس کرتے ہیں۔ کہ ان کی وزارت کو جو مشکلات درپیش ہیں اُن کا احساس نہیں کیا جا رہا۔

نئی دہلی ۲۴ اگست۔ معلوم ہوا ہے کہ بمبئی کے دو بھاشی صوبہ کا مسئلہ پھر سے اٹھایا جانے والا ہے۔ اور اسی سلسلہ میں اس ہفتہ اس سلسلہ میں اہم اقدامات متوقع ہیں۔ پہلے خیال تھا کہ اب یہ معاملہ نئے عام انتخابات سے پہلے نہ اٹھایا جائے گا مگر یہ معاملہ بہت جلد اٹھایا جانے والا ہے۔

ڈھاکہ ۲۵ اگست۔ آج مشرقی پاکستان میں پارلیمنٹری حکومت بحال کر دی گئی۔ اور گورنمنٹ ہاؤس میں عوامی لیگ اسمبلی پارٹی کے لیڈر مسٹر عطاء الرحمٰن کی زیر قیادت ۶ وزیروں کی وزارت نے حلف اٹھایا۔

پیرس ۲۵ اگست۔ فرانس کے وزیر خارجہ نے ایک بیان میں کہا ہے کہ امریکہ اور برطانیہ نے ایٹمی تجربے بند کرنے کا جو فیصلہ کیا ہے اس کا ہم پر کوئی اثر نہیں ہوتا اس سلسلہ میں ہم نے جو فیصلہ کیا ہے اس پر قائم رہیں گے۔

چارکوٹ کے مظلوم احمدی

قابل توجہ حکومت کشمیر!

اطلاع ملی ہے کہ چارکوٹ ضلع پونچھ ریاست کشمیر میں وہاں کے احمدیاں محمد شفیع صاحب ٹیچر، محمد اکبر صاحب، محمد الدین صاحب کے خلاف وہاں کے بعض لوگ مذہبی اختلاف کی وجہ سے بہت مظالم اور تشدد کر رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں عبد اللطیف ولد فیروز دین نمبردار، وسید محمد واحمد دین و منشی عبد الکریم پیش پیش ہیں۔ انہوں نے سرکاری آدمیوں کو غلط رپورٹیں دے کر ان بے بس احمدیوں کو اور بھی مصائب کا نشانہ بنا لیا ہے۔

ہم حکومت کشمیر بالخصوص جناب بخشی غلام محمد صاحب وزیر اعظم سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ان تکالیف و مظالم کو جو چارکوٹ کے احمدیوں کے خلاف ہو رہے ہیں روکنے کا انتظام کریں اور ظالموں کو قرار واقعی سزا دیں۔ (نامہ نگار)

ریلوے کے رعایتی ٹکٹ!

جلسہ سالانہ قادیان پر آنے والے دوست فائدہ اٹھائیں

حسب دستور سابق اس سال بھی ریلوے بورڈ نے دسہرہ دیوالی اور کرسمس کی تعطیلات میں رعایتی واپسی ٹکٹ جاری کرنے کا اعلان کیا ہے۔ اس اعلان کے مطابق ان ٹکٹوں پر ایک طرف کا پورا کرایہ اور دوسری طرف کا ½ کرایہ لیا جائے گا۔ دسہرہ کی چھٹیوں سے متعلق رعایتی ٹکٹ ۹ سے ۲۲ اکتوبر تک جاری کئے جائیں گے۔ ان ٹکٹوں پر کئے جانے والا سفر ہر حالت میں ۱۵ دن کے اندر اندر ختم ہونا چاہیئے۔ اس مدت میں ٹکٹ جاری ہونے اور واپسی سفر ختم ہونے کی دونوں تاریخیں شامل ہوں گی۔ یہ ٹکٹ صرف ایسے ریلوے کے سٹیشنوں کے درمیان ہی جاری ہو سکیں گے۔ جن کا درمیانی فاصلہ کم از کم ڈیڑھ سو میل ہوگا۔ واپسی سفر پر راستہ میں اترنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ البتہ جاتے وقت یکطرفہ سفر کے ٹکڑوں پر لاگو ہونے والے قواعد کے ماتحت راستہ میں اترنے کی اجازت ہوگی۔ مسافروں کو چاہیئے کہ وہ واپسی سفر کے آغاز سے قبل اپنے واپسی نصف ٹکٹوں کو متعلقہ بکنگ آفسوں میں پیش کریں اور اس پر تاریخ ڈلوائیں۔ جس سے یہ ظاہر ہو کہ واپسی سفر کس روز شروع ہوا تھا ایسا کرنا نہایت ضروری ہے۔

(بحوالہ پرتاپ جالندھر ۵۸-۸)